تعویذات اور دم کی برکات

مولانا محمد بشیر فاروقی

بانی سیلانی ویلفیئر انٹرنیشنل ٹرسٹ

- حضور اکرم ﷺ کا حضرت فاطمۃ رضی اللہ عنہا کو وضع حمل کا تعویذ عطا فرمانا
- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا تعویذ
- حضرت ابو دجانہ رضی اللہ عنہ کا جنات کا تعویذ
- اصحاب کہف کے ناموں کے تعویذ کے ۹ فوائد
- امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے تعویذات
- شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کا اولادِ نرینہ کا تعویذ
- محبوبانِ خدا کے نام کے تعویذ

هذا كتاب من محمد رسول رب العالمين الى من طرق الدار من العمار والزوار
والصالحين الا طارقا يطرق بخير يا رحمن اما بعد: فان لنا ولكم في الحق سعة
فان تك عاشقا مولعا او فاجرا مقتحما او راغبا حقا مبطلا هذا كتاب الله ينطق
علينا وعليكم بالحق انا كنا نستنسخ ما كنتم تعملون و رسلنا يكتبون ما
تمكرون اتركوا صاحب كتابي هذا وانطلقوا الى عبدة الاوثان (الاصنام) والى
من يزعم ان مع الله الها آخر لا اله الا هو كل شيء هالك الا وجهه له الحكم
واليه ترجعون حم لا ينصرون حم تفرق اعداء الله وبلغت حجة الله ولا حول ولا
قوة الا بالله العلي العظيم فسيكفيكهم الله وهو السميع العليم وصلى الله تعالى
على خير خلقه سيدنا و مولانا محمد واله وصحبه وبارك وسلم.

مؤلف

مفتی محمد راشد القادری

بسم اللہ الرحمن الرحیم
فرمانِ مصطفی ﷺ ہے:
جو شخص قرآن مجید سے شفاء حاصل نہیں کرتا تو اللہ تعالیٰ اسے شفاء نہیں دیتا۔ (التفسیر الکبیر، ج ۱۰ ص ۱۱۳)
تعویذات اور دم کی برکات
بفیضانِ نظر
حضرت مولانا محمد بشیر فاروقی بانی سیلانی ویلفیئر انٹرنیشنل ٹرسٹ
مصنّف
مفتی محمد راشد القادری سلمہٗ الباری
آزاد پبلشرز
۵۶، اُردو بازار کراچی
AZAD PUBLISHERS
PH : 32631839,32620178
E-mail : azadpublishers@gmail.com

انتساب

ہم اس کتاب کو سرور دو جہاں شاہِ کون و مکاں ﷺ کی طرف منسوب کرتے ہیں اور اس کا ثواب بالخصوص سرکار ﷺ کی بارگاہ میں ہدیۃً اور تحفتاً پیش کرتے ہیں اور آپ ﷺ کی وسیلۂ جلیلہ سے ساری امّت مسلمہ کے لئے ایصال کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب کے ذریعے امّت مسلمہ کو استفادہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمارے لئے ذریعہ نجات بنائے۔ آمین

جملہ حقوق بحق پبلشرز محفوظ ہیں

اس کتاب کے جملہ حقوق محفوظ ہیں اس کتاب کا کوئی حصہ الیکٹرانی، میکانی، فوٹو کاپی، ریکارڈنگ یا اور کسی طریقے یا شکل میں پبلشرز کی پیشگی اجازت کے بغیر نہ تو نقل اور نہ کسی طریقے سے محفوظ یا منتقل کیا جاسکتا ہے۔

کتاب ---------- تعویذات اور دَم کی بَرَکات

بفیضانِ نظر -------- علامہ مولانا محمد بشیر فاروقی مدظلہ العالی

مصنّف ---------- مفتی محمد راشد قادری سلمۂ الباری

کمپوزنگ --------- سید سمیر حسین

ناشر ------------ آزاد پبلیشرز 56 اُردو بازار کراچی

فہرست

02.jpg

03.jpg

04.jpg

عرضِ مصنّف

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَحْمَۃٍ لِّلْعٰلَمِیْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ تبارک وتعالیٰ کے فضل وکرم اور رسول کریم ﷺ کی نظر عنایت کے صدقے و طفیل یہ کتاب منظر عام پر آئی ہے۔

حالات کے پیشِ نظر مجھے کافی عرصہ سے ایک فکر تھی کہ تعویذات اور دَم کے شرعی ثبوت پر ایک کتاب ہونی چاہیے مگر وقت کا بھرپور فائدہ اٹھا نہ سکا ہاں اتنا ضرور کرتا رہا کہ وقت ملنے پر دلائل جمع کرتا رہتا تھا مگر۔۔۔!

با قاعدہ کتاب لکھنے کی وجہ یہ بنی کہ عصر حاضر کے مشہور ومعروف روحانی شخصیت بانی سیلانی ویلفیئر ٹرسٹ حضرت علامہ مولانا محمد بشیر عطاری قادری دامت برکاتہم العالیہ نے مجھے تعویذ کے موضوع پر ایک کتاب دی اور ارشاد فرمایا کہ اس کا جواب ہونا چاہیے ان کے ارشاد کے بعد اللہ تبارک وتعالیٰ نے مجھے یہ توفیق بخشی کہ میں نے اس کو مکمل کیا اور اس کو مکمل کرنے میں مختلف علماء کرام کی تحریروں سے خوب استفادہ کیا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ان کی اور ہم تمام کی حتمی بخشش ومغفرت فرمائے۔

اللہ ربّ العزّت جلّ شانہٗ کی بارگاہ میں دعاء ہے کہ اس کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور رہتی دنیا تک اس سے امّتِ مسلمہ کو استفادہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

(آمین بِجاہِ النّبیِّ الامین)

ابو رضا محمد راشد القادری بن محمد حیات القادری عفی عنہ

تعوِیذ کی لغوی بحث

لفظِ تعوِیذ کی اصل ''عوذ، عیاذ اور معاذ ہیں ان سب کا معنی ہیں پناہ مانگنا حفاظت میں آنا، یعنی کسی کے شر سے پناہ مانگنا اور کسی کی حفاظت و پناہ میں آنا۔

جیسا کہ علامہ راغب اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اَلْعَوْذُ : اَلْاِلْتِجاءُ اِلَی الْغَیرِ وَالتَّعَلُّقُ بِہٖ

یعنی کسی کی پناہ لینا اور اس کے ساتھ چمٹ جانا۔ (المفردات، ص ۳۵۵)

عربی لغت کی مشہور و معروف کتاب ''لسان العرب'' میں علامہ ابن منظور لکھتے ہیں:

(عوذ)عَاذَ بہ یَعُوذُ عَوْذاً وعِیاذاً

ومَعاذاً لَاذَ فِیہِ وَلجاَ اِلیہ وَاعْتَصَم

کسی کی پناہ لینا، کسی کے دامن مضبوطی سے پکڑ لینا۔

(لسان العرب، ج۳ ص ۴۹۸، مطبوعہ بیروت)

یہی الفاظ قرآنِ مجید و فرقان حمید میں مختلف انداز میں مذکور ہیں:

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ O (سورۃ البقرہ، آیت 67)

اِنِّیْ عُذْتُ بِرَبِّیْ وَ رَبِّكُمْ اَنْ تَرْجُمُوْنِ O (سورۃ الدّخان ، آیت 20)

اِنِّیْۤ اَعُوْذُ بِالرَّحْمٰنِ (سورۂ مریم، آیت 18)

وَ اِنِّیْۤ اُعِیْذُهَا بِكَ (سورۂ العمران، آیت 36)

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاس (سورۂ النّاس ، آیت 1)

قَالَ مَعَاذَ اللّٰہِ (سورۂ یوسف ، آیت 23)

تَعْوِیْذ کی تعریف

اردو کی مشہور لغت کی کتاب میں تَعْوِیْذ کی تعریف یہ ہے:

تَعْوِیْذ کا لغوی معنی ہے: پناہ دینا/ امان/ بچاؤ،

وہ کاغذ یا تختی جس پر اعداد یا اسمائے الٰہی کی خانہ پُری کر کے حصولِ مراد یا حفاظت کے لئے گلے میں ڈالتے یا بازو پر باندھتے ہیں۔

(فیروز اللغات، ص ۳۹۳)

تَعْوِیْذات کی شرعی حیثیت

تَعْوِیْذ سے مراد وہ اسمائے مقدسہ اور آیات ہیں جو کسی شر یا مرض سے بچاؤ کے لئے لکھ کر پلائے جاتے ہیں اور باندھے جاتے ہیں یا لٹکائے جاتے ہیں۔ کسی کے لئے دعائے خیر، آیات الٰہی یا کلمات مقدسہ پڑھ کر دَم کرنا یا اسمائے مبارکہ اور آیات لکھ کر تَعْوِیْذ کی صورت میں باندھنا یا لٹکانا شرعاً جائز ہے۔

امراض جس طرح جسمانی اور طبعی ہوتے ہیں اسی طرح روحانی ، اخلاقی اور اعتقادی بھی ہوتے ہیں اور اس کا ذکر قرآن مجید میں موجود ہے۔ شافی الامراض بالذات صرف اور صرف اللہ تعالی ہی کی ذات ہے اور اس کی مشیت کے بغیر شفاء کا ملنا ناممکن ہے لیکن یہ عالمِ اسباب ہے اور ہم شرعاً اسباب کو اختیار کرنے کے مکلّف ہیں یا یہ کہ اسباب کا اختیار کرنا جائز ہے۔ جیسے بیماری کی صورت میں ہم ڈاکٹر سے

رجوع کرتے ہیں اور دواؤں کا استعمال کرتے ہیں لیکن ہمارا عقیدہ یہ ہوتا ہے کہ طبیب کی تشخیص اور دوا کی تاثیر اللہ تعالیٰ کی مشیت کے تابع ہے۔اس طرح دعا، دَم اور تعوِیذ وغیرہ ازالۂ مرض وشر کے روحانی اسباب ہیں جیسے دوا مادّی سبب ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّ رَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۙ

''اور ہم قرآن میں اتارتے ہیں وہ چیز جو ایمان والوں کے لئے شفا اور رحمت ہے''۔(پارہ ۱۵،سورۂ بنی اسرائیل،آیت ۸۲)

تعوِیذات کا استعمال جائز ہے

درمختار و ردالمحتار میں ہے:

''گلے میں تعوِیذ لٹکانا جائز ہے جب کہ وہ تعوِیذ جائز ہو یعنی آیاتِ قرآنیہ یا اسماءِ الٰہیہ یا ادعیہ سے تعوِیذ کیا جائے اور بعض حدیثوں میں جو ممانعت آئی ہے اس سے مراد وہ تعوِیذات ہیں جو ناجائز الفاظ پر مشتمل ہوں جو زمانۂ جاہلیت میں کیے جاتے تھے اسی طرح تعوِیذات اور آیات واحادیث وادعیہ کو رکابی میں لکھ کر مریض کو بہ نیت شفا پلانا بھی جائز ہے، جنبی (یعنی جس پر غسل فرض ہو)، حیض ونفاس والی بھی تعوِیذات کو گلے میں پہن سکتی ہیں اور بازو پر بھی باندھ سکتے ہیں جب کہ غلاف میں ہوں''۔(درمختار، ردالمحتار)

صدر الافاضل حضرت سید نعیم الدین مرادآبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی ''تفسیر خزائن العرفان'' میں فرماتے ہیں: تعوِیذ اور عمل جس میں کوئی کلمۂ کفر یا شرک

کا نہ ہو جائز ہے خاص کر وہ عمل جو آیاتِ قرآنیہ سے کئے جائیں یا احادیث میں وارد ہوئے ہوں۔ حدیث شریف میں ہے کہ اسماء بنتِ عمیس نے عرض کیا:

يَا رَسُولَ اللّٰهِ اِنَّ وَلَدَ جَعْفَرٍ تُسْرِعُ اِلَيْهِمُ الْعَيْنُ اَفَاسْتَرْقِى لَهُمْ فَقَالَ نَعَمْ فَإِنَّهُ لَوْ كَانَ شَىْءٌ سَابَقَ الْقَدَرَ لَسَبَقَتْهُ الْعَيْنُ

''یا رسول اللہ ﷺ جعفر کے بچّوں کو جلد جلد نظر ہوتی ہے کیا مجھے اجازت ہے کہ ان کے لئے عمل کروں حضور ﷺ نے اجازت عطا فرمائی''۔

(ترمذی، ج ۷ ص ۳۸۸)

تَعْوِیْذات کے ذریعے فائدہ پہنچانا مستحب ہے

امام اہلسنت، ولیِ نعمت، عظیم البرکت، عظیم المرتبت، پروانۂ شمع رسالت، مجدد دین وملت، حضرت علامہ مولانا الحاج الحافظ القاری الشاہ احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ ''فتاوی افریقہ'' ص ۱۶۸ پر فرماتے ہیں: ''جائز تَعْوِیْذ کہ قرآن کریم یا اسمائے الٰہیّہ یا دیگر اذکار و دعوات (دعاؤں) سے ہو اس میں اصلاً حرج نہیں بلکہ مستحب ہے''۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ اَنْ يَّنْفَعَ اَخَاهُ فَلْيَنْفَعْهُ

''یعنی تم میں سے جو شخص اپنے مسلمان بھائی کو نفع پہنچا سکے تو پہنچائے''۔

(صحیح مسلم، ج ۴، ص ۱۷۲۶ طبع داراحیاء التراث العربی)

اسمائے انبیاء واولیاء علیہم الصلوۃ والسلام سے بھی تعوِیذ بطورِ تبرک وتوسل روا ہے کہ تابع ومظہر اسمائے الٰہیہ میں ہے۔

درمختار میں ہے:

"مجتبی میں ہے وہ تعوِیذ مکروہ ہے جو غیر زبان عربی میں ہو یعنی جس کے معنی مجہول ہوں"۔

تعوِیذوں میں حرج نہیں جبکہ۔۔۔!

ردالمحتار میں ہے:

تعوِیذوں میں حرج نہیں جبکہ ان میں قرآنِ مجید یا اسمائے الٰہیہ لکھے جائیں مکروہ جب ہیں کہ غیر عربی میں ہوں اور معنی معلوم نہ ہوں کیا معلوم کہ ان میں جادو یا کفر یا کچھ اور ہو اور وہ تعوِیذ جو آیتوں یا دعاؤں سے ہو اس میں حرج نہیں۔

تمام علماء حقّہ کا عمل تعوِیذات کے جواز پر ہے

اسی ردالمحتار میں ہے: اب تمام علماء کا عمل تعوِیذوں کے جواز پر ہے اس میں حدیثیں آئی ہیں۔

امام نووی شرح صحیح مسلم میں فرماتے ہیں:

وہ منتر کہ کافروں کے کلام سے ہوں اور وہ جن کے معنی معلوم نہ ہوں بد (بُرے) ہیں کہ شاید ان کے معنی کفر یا قریب بکفر یا مکروہ ہوں اور آیتوں اور معلوم معنی ذکر الٰہی سے جھاڑ پھونک منع نہیں بلکہ سنّت ہے۔

اسی شرح صحیح مسلم میں ہے:

علماء نے اس پر اجماع نقل کیا ہے کہ آیات و ذکرِ الٰہی سے رقیہ (جھاڑ پھونک) جائز ہے۔

اشعۃ اللمعات میں ہے:

جس کی برائی معلوم ہو جیسے بعض تعویذوں میں شیطان، فرعون، ہامان اور نمرود کے نام لکھتے ہیں یا معنی مجہول ہوں جیسے دفع وبا کی دعا میں (بِسْمِ اللّٰہِ طَسُوْسًا حَاسُوْسًا مَاسُوْسًا) یا بعض تعویذوں عزیمتوں میں (عَلِیْقًا مَلِیْقاً تَلِیْقًا اَنْتَ تَعْلَمُ مَافِي الْقُلُوْبِ) حقیقتاً یہ ناجائز ہے مگر نا معلوم المعنی لفظ جب بعض اکابر اولیائے معتمدین جامعانِ علم ظاہر و باطن سے بروجہ صحیح مروی ہو تو ان کے اعتماد پر مان لیا جائے گا۔

محبوبانِ خدا کے نام کے تعویذ بطور تبرّک وتوسّل جائز ہیں

(۱) امام ابوبکر بن السنی نے ”عَمَلُ الْیَومِ وَالّیْلَةِ“ میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا کہ امیر المؤمنین حضرت علی المرتضیٰ کرّم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا:

اِذَا کُنْتَ بِوَادٍ تَخَافُ فِیْھَا السّبَاعَ فَقُلْ اَعُوْذُ بِدَانِیَال وَ بِالْجُبِّ مِنْ شَرِّ الْاَسَدِ

”جب تو ایسے جنگل میں ہو جہاں شیر کا خوف ہو تو یوں کہہ میں پناہ لیتا ہوں حضرت دانیال علیہ السلام اور ان کے کنویں کے شیر کے شر سے“۔

امام ابن السنی نے اس حدیث پر یہ باب وضع فرمایا: ”بَابُ مَایَقُوْلُ اِذَا

خَافَ السِبّاعَ "یعنی یہ باب ہے اس دعا کے بیان میں جو درندوں کے خوف کے وقت کی جائے۔

امام عارف باللہ فقیہ محدّث کمال الدین دمیری رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب حیاۃ الحیوان الکبری میں یہ حدیث لکھ کرابن ابی دنیا وشعب الایمان بیہقی کی حدیثیں لکھیں کہ جب حضرت دانیال علیہ السلام پیدا ہوئے کہ اُس زمانے میں (جب نجومیوں نے بادشاہ کوحضرت کی پیدائش کی خبر دی تھی کہ اس سال ایک لڑکا پیدا ہوگا جو تیرا ملک تباہ کرے گا اس وجہ سے وہ خبیث اس سال کے ہر پیدا ہوئے بچے کوقتل کررہا تھا) تو ان کو بادشاہ کے خوف سے شیر کے پاس جنگل میں ڈال دیا شیر اور شیرنی ان کا بدن مبارک چاٹتے رہے جب جوان ہوئے بخت نصر نے دو بھوکے شیر ایک کنوئیں میں ڈال کر ان پر حضرت دانیال علیہ السلام کوڈلوادیا شیر ان کو دیکھ کر (پلاؤ کتے کی طرح) دُم ہلانے لگے یہ حدیث لکھ کر امام دمیری نے فرمایا:

فَلَمَّا اُبتُلِیَ دَانِیَالُ عَلَیہِ السَّلَام بِالسّبَاعِ، اَوّلاً وَآخِراً، جَعَلَ اللّٰہُ تَعَالٰی الاُستِعَاذَۃَ بِہٖ فِی ذٰلِکَ تَمنَعُ شَرَّ السِّبَاعِ الَّتِی لاَ تَستَطَاعُ

یعنی جبکہ دانیال علیہ السلام پیدا ہوتے ہی اور بڑے ہوکر شیروں سے آزمائے گئے اللہ تعالی نے ان کی دوہائی دینے ان کی پناہ مانگنے کوشیروں کے بے قابو شر کا دفع کرنے والا کیا"۔(حیاۃ الحیوان، ج۱ص۴)

اس سے بڑھ کر محبوبانِ خدا کا تعوِیذ کرنا اور کیا ہوگا جسے مولا علی شیر خدا کرم

اللہ وجہہ الکریم ارشاد فرما رہے ہیں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرما رہے ہیں، امام ابن السنی اس پر عمل کرنے کے لئے اپنی کتاب "عَمَلُ الْیَوْمِ وَاللَّیْلَةِ" میں روایت کرر ہے ہیں اوراس کے لیے کتاب میں خاص ایک باب وضع کرر ہے ہیں۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا تعْوِیذ لکھ کر بھیجنا

(۲) مواہب شریف میں امام ابوبکر احمد بن علی بن سعید ثقہ حافظ الحدیث سے ہے مجھے بخار آیا امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کو خبر ہوئی یہ تعْوِیذ مجھے لکھ کر بھیجا:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ وَ بِاللّٰهِ وَ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ يَا نَارُ كُوْنِىْ بَرْداً وَّ سَلٰماً عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ

یعنی اللہ کے نام سے اور اللہ کی برکت سے اور محمد رسول اللہ ﷺ کی برکت سے اے آگ! ٹھنڈی اور سلامتی والی ہو جا ابراہیم علیہ السلام پر۔

دردِ زہ کی دعاء

(۳) فتح الملک المجید میں بروایت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہے۔

حضرت سیدنا عیسیٰ وسیدنا یحیٰی علیہ السلام جنگل میں کوئی وحشی مادہ دیکھی جسے بچہ پیدا ہونے کا درد تھا حضرت عیسی علیہ السلام نے حضرت یحیٰی علیہ السلام سے فرمایا یہ کلمے کہیے:

''حنہ سے حضرت مریم علیہا السلام پیدا ہوئیں حضرت مریم علیہا السلام سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے اے مولود تجھے زمین بلاتی ہے اے مولود اللہ تعالیٰ کی قدرت سے پیدا ہو''

راوی حدیث امام ثقہ ثبت حافظ الحدیث حماد بن زید فرماتے ہیں آدمی ہو یا جانور جسے دردِ زہ ہو یہاں تک کہ بکری جس کے بچہ پیدا ہونے میں مشکل ہو اس کے پاس یہ کلمات کہو بچہ ہو جائے گا۔

سانپ کا زہر اتارنے کی دعاء

(۴) امام عارف باللہ فقیہ محدث کمال الدین دمیری رحمۃ اللہ علیہ نے سانپ کا زہر اتارنے کی دعا تحریر کی اور اسے فوائد مجربہ نافعہ (یعنی آزمایا ہوا اور فائدہ مند ہے) سے فرمایا،

سَلَامٌ عَلٰی نُوْحٍ فِی الْعٰلَمِیْنَ وَ عَلٰی مُحَمَّدٍ فِی الْمُرْسَلِیْنَ نُوْحٌ نُوْحٌ قَالَ لَکُمْ نُوْحٌ مَنْ ذَکَرَنِیْ فَلَا تَلْدَغُوْہُ

"یعنی سلام ہو نوح پر جہاں والوں میں اور محمد ﷺ پر رسولوں میں، نوح نوح، تم سے حضرت نوح علیہ السلام نے فرمادیا تھا کہ جو میری یاد کرے اسے نہ کاٹنا۔

(حیاۃ الحیوان، ج۲ص۴)

بچھو سے نجات کی دعاء (مع مختلف روایات)

(۵) امام ابو عمر ابن عبد البر نے کتاب التمہید میں افضل التابعین حضرت سیدنا سعید بن مسیّب رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے کہ فرماتے ہیں: مجھے روایت پہنچی ہے کہ جو شام کے وقت کہے:

سَلَامٌ عَلٰی نُوْحٍ فِی الْعٰلَمِیْنَ

سلام ہو نوح پر سارے جہان والوں میں

تو اسے بچھو نہ کاٹے۔ (حیاۃ الحیوان، ج۲ ص۵)

یہی عمل امام عمرو بن دینار تابعی ثقہ تلمیذ عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا۔

یہی عمل امام اجل ابو القاسم قشیری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر میں نقل فرمایا۔

فقہاء کرام کے ناموں کا تعویذ

(۶) نیز امام دمیری رحمۃ اللہ علیہ نے بعض اہل خیر سے روایت کیا

اَنَّ اَسۡمَاءَ الۡفُقَهَاءَ السَّبۡعَةَ، اَلَّذِیۡنَ کَانُوۡا بِالۡمَدِیۡنَةِ الشَّرِیۡفَةِ، اِذَا کُتِبَتۡ فِی رُقَّعَةٍ وَجُعِلَتۡ فِی الۡقَمۡحِ فَاِنَّهٗ لَایَسُوۡسُ، مَادَامَتِ الرُّقَّعَةُ فِیۡهِ

یعنی ”مدینہ طیبہ کے ساتوں فقہاء کرام کے اسماءِ طیّبہ اگر ایک پرچہ میں لکھ کر گیہوں میں رکھ دیئے جائیں تو جب تک وہ پرچہ رہے گا گیہوں کو گھن نہ لگے گا ان کے اسماء یہ ہیں:

(۱) عبید اللہ (۲) عروہ (۳) قاسم (۴) سعید (۵) ابوبکر (۶) سلمان (۷) خارجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین

(۷) اسی میں بعض اہل تحقیق سے روایت کیا:

ان فقہاء کرام کے نام اگر لکھ کر سر پر رکھے جائیں یا پڑھ کر سر پر دَم کیے جائیں تو دردِ سر ختم ہو جائے گا۔

بدہضمی سے نجات کی دعاء

(۸) بعض علمائے کرام سے نقل فرمایا: جس نے رات کو کھانا زیادہ کھالیا ہو اور اسے بدہضمی کا خوف ہو وہ اپنے پیٹ پر ہاتھ پھیرتا ہوا تین بار یہ کہے:

اَللَّیْلَةُ لَیْلَةُ عِیْدِیْ یَا کِرْشِیْ وَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْ سَیِّدِیْ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰہِ الْقَرْشِیْ

''اے میرے معدے آج کی رات میری عید کی رات ہے اور اللہ راضی ہو ہمارے سردار حضرت ابو عبداللہ قرشی سے''۔

(یہ سیدی ابو عبداللہ محمد بن احمد بن ابراہیم قرشی ہاشمی اکابر اولیائے مصر سے ہیں۔ حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے زمانے میں سولہ سترہ برس کے تھے ۶ ذی الحجہ ۵۹۹ھ کو بیت المقدس میں انتقال فرمایا)

اور اگر دن کے وقت زیادہ کھانا کھالیا ہو تو

اَللَّیْلَةُ لَیْلَةُ عِیْدِیْ کی جگہ اَلْیَوْمُ یَوْمُ عِیْدِیْ کہے۔

شیر، مچھر کو بھگانے کے لئے

(۹) حضرت مولانا جامی قدس سرہ السامی حضرت سیدی علی بن ہیتی رضی اللہ عنہ کی نسبت فرماتے ہیں:

''ان کرامتوں سے ہے کہ جس پر شیر جھپٹا ہو یہ حضرت علی بن ہیتی کا نام مبارک لے شیر واپس چلا جائے گا اور جہاں مچھر بکثرت ہوں حضرت علی بن ہیتی کا نام پاک لیا جائے مچھر دفع ہو جائیں گے باذن اللہ تعالیٰ یہ حضرت علی بن ہیتی حضور

سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے خادموں میں سے ہیں حضور کے بعد قطب ہوئے ۵۶۴ھ میں وصال ہوا''۔ (نفحات الانس)

(۱۰) شاہ ولی اللہ صاحب نے فرمایا: میں نے حضرت والد کو فرماتے سنا کہ اصحاب کہف کے نام امان ہیں ڈوبنے اور جلنے اور غارت گری اور چوری سے۔

اصحاب کہف کے ناموں کی فضیلت

اِذْ اَوَی الْفِتْیَةُ اِلَی الْكَهْفِ فَقَالُوْا رَبَّنَآ اٰتِنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً وَّهَيِّئْ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا رَشَدًا

ترجمہ کنزالایمان: جب ان نوجوانوں نے غار میں پناہ لی پھر بولے اے ہمارے رب ہمیں اپنے پاس سے رحمت دے اور ہمارے کام میں ہمارے لئے راہ یابی کے سامان کر۔ (سورۂ کہف، آیت ۱۰ پارہ ۱۵)

اس آیت کی تفسیر میں صدرالافاضل سید محمد نعیم الدین مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ ''خزائن العرفان فی تفسیر القرآن'' میں فرماتے ہیں: ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت کے مطابق اصحاب کہف کے نام یہ ہیں۔

(۱) مکسلمینا (۲) یملیخا (۳) مرطونس (۴) بینونس (۵) ساری نونس (۶) ذونوانس (۷) کشفیظ طنونس۔ (۸) قطمیر یہ ان کے کتے کا نام ہے۔

ان ناموں کی تاثیر وخواص

یہ اسماء لکھ کر دروازے پر لگا دیئے جائیں تو مکان جلنے سے محفوظ رہے گا سرمایہ پر رکھ دیئے جائیں تو چوری نہیں ہوتا، کشتی یا جہاز ان کی برکت سے غرق نہیں

ہوتا، بھاگا ہوا شخص ان کی برکت سے واپس آجاتا ہے، کہیں آگ لگی ہو تو یہ اسماء کپڑے پر لکھ کر ڈال دیئے جائیں تو وہ بجھ جاتی ہے، بچہ کے رونے، باری کے بخار، دردسر، ام الصبیان (بچوں کی مرگی، ایک بیماری جس میں بچہ سوکھتا جاتا ہے) خشکی وتری کے سفر میں جان ومال کی حفاظت عقل کی تیزی، قیدیوں کی آزادی کے لئے یہ اسماء لکھ کر بطریق تعوِیذ بازو میں باندھے جائیں۔(خزائن العرفان فی تفسیر القرآن)

''تفسیر صاوی'' میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنھما کی روایت کے مطابق اصحاب کہف کے ناموں کے تعوِیذ نو (۹) کاموں کے لئے فائدہ مند ہیں:۔(۱) بھاگے ہوئے غلام کو بلانے کے لئے اور دشمنوں سے بچ کر بھاگنے کے لئے (۲) آگ بجھانے کیلئے کپڑے پر لکھ کر ڈال دیں (۳) بچوں کے رونے اور تیسرے دن آنے والے بخار کیلئے (۴) دردسر کے لئے دائیں بازو پر باندھیں (۵) ام الصبیان کے لئے گلے میں پہنائیں (۶) خشکی اور سمندر میں سفر سے محفوظ ہونے کے لئے (۷) مال کی حفاظت کے لئے (۸) عقل بڑھنے کے لئے (۹) گنہگاروں کی نجات کیلئے (تفسیر صاوی، ج ۳ ص ۹)

جنّات کو دفع کرنے کے لئے

(۱۱) شاہ ولی اللہ صاحب نے فرمایا: جنّات کو دور کرنے کے لئے اصحاب کہف کے نام گھر کی دیواروں پر لکھیں۔

(۱۲) شاہ ولی اللہ صاحب نے فرمایا: تعوِیذ تپ (بخار) میں ہے

''اے بخار اگر تو مسلمان ہے تو محمد ﷺ کا واسطہ اور یہودی ہے تو موسیٰ علیہ السلام کا اور نصرانی ہے تو عیسیٰ علیہ السلام کا کہ اس مریض کا نہ گوشت کھا نہ خون پی نہ ہڈی توڑ اور اسے چھوڑ کر اس کے پاس جا جو اللہ کے ساتھ دوسرا خدا مانے''۔

(۱۳) شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: جو عورت لڑکا نہ جنتی ہو تو حمل پر تین مہینے گزرنے سے پہلے ہرن کی جھلی پر زعفران اور گلاب سے اس عبارت کو لکھے اور پھر یہ کہے:

بِحَقِّ مَرْيَمَ وَ عِيْسٰى اِبْناً صَالِحاً

طَوِيْلَ الْعُمُرِ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِهٖ

یعنی صدقہ مریم وعیسیٰ کا نیک بیٹا بڑی عمر کا صدقہ محمد ﷺ اور ان کی آل کا ﷺ۔

تعویذات کی اصل قرآنِ کریم کا ''شفاء'' ہونا ہے

ہر مسلمان کا یہ عقیدہ ہے کہ قرآنِ مجید وفرقانِ حمید ہمارے ظاہر و باطن، دماغی وقلبی، روحانی وجسمانی ہر بیماری کا علاج ہے۔ آیئے تعویذات اور دم وغیرہ کے معاملات کو سمجھنے کے لئے قرآنِ کریم کے شفاء کلی ہونے کے اعتبار سے دلائل جانتے ہیں۔

قرآن مجید کے شفاءِ جسمانی ہونے پر دلائل

پارہ ۱۵، سورۂ بنی اسرائیل، آیت ۸۲ میں ہے:

وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّ رَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ لا

''اور ہم قرآن میں اتارتے ہیں وہ چیز جو ایمان والوں کے لئے شفا اور رحمت ہے''۔

علامہ مادری شافعی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ اس آیت میں تین وجوہ کا احتمال ہے، جن میں سے دو یہ ہیں:

ایک یہ کہ قرآن کریم گمراہی سے شفاء ہے کیونکہ اس میں ہدایت ہے۔

دوسرا یہ کہ

شِفَاءٌ مِّنَ السَّقَمِ لَمَّا فِيۡهِ مِنَ الۡبَرَكَةِ

اس میں جسمانی بیماریوں سے شفاء ہے کیونکہ اس میں برکت ہے۔

(النکت والعیون، ج ۳ ص ۲۶۸)

امام ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی یہی لکھا ہے۔

(زاد المسیر، ج ۵ ص ۵۸)

شفاءِ قرآنی کی ایک صورت دَم اور تَعوِیذات بھی ہیں

امام ابن عطیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اور احتمال ہے کہ اس شفاء سے مراد قرآن کریم کا دَم اور تَعوِیذات وغیرہ کے ذریعے بیماریوں میں نفع پہنچانا ہو۔ (المحرر وجیز، ج ۳ ص ۴۸۰)

قاضی بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

وَالۡمَعۡنٰى اَنَّ مِنۡهُ مَايَشۡفِي مِنَ

الۡمَرَضِ كَالۡفَاتِحَةِ وَآيَاتِ الشِّفَآءِ

معنیٰ یہ ہے کہ قرآن کریم میں وہ چیز ہے جو بیماری کے لئے شفاء ہے جیسا کہ سورۂ فاتحہ اور آیات شفاء۔ (تفسیر بیضاوی، ج ۳ ص ۴۴۵)

علامہ ابو السعود رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسی طرح لکھا ہے۔

(ارشاد العقل السلیم، ج ۵ ص ۱۹۱)

علامہ نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

اور قرآن مجید امراض جسمانی کے لئے بھی شفاء ہے کیونکہ اس کی قرأت میں برکت اور نفع ہے اور بیماریوں کے لئے شفاء ہے جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''جو شخص قرآن کریم سے شفاء حاصل نہ کرے تو اسے اللہ تعالی شفاء نہیں دیتا''۔

(غرائب القران، ج۴ص۳۷۹)

ہر مرض کے لئے شفاء

علامہ عارف صاوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

فَالْقُرْآنُ قَلِيْلُهٗ وَكَثِيْرُهٗ شِفَاءٌ مِّنَ الْاَمْرَاضِ الْحِسِّيَّةِ الظَّاهِرِيَّةِ

قرآن مجید کا قلیل حصّہ ہو یا کثیر جسمانی اور ظاہری امراض کے لئے شفاء ہے۔ (حاشیۃ الصاوی، ج۳ص۵۱۳)

امام شوکانی کی نگاہ میں تعوِیذات کی اصل

غیر مقلدوں کے امام قاضی شوکانی لکھتے ہیں:

اہل علم کا قرآن کے شفاء ہونے میں اختلاف ہے اور اس میں ان کے دو قول ہیں۔

(۱) قرآن کریم دلوں کے لئے شفاء ہے کیونکہ اس سے اللہ عزوجل کی وحدانیت پر دلالت کرنے والے امور سے جہالت اور شکوک کے پردے زائل

ہو جاتے ہیں۔

(۲) قرآن مجید دَم اور تعوِیذ وغیرہ کے ذریعہ ظاہری امراض کے لئے شفاء ہے اور اس شفا کو دونوں معنوں پر محمول کرنے میں کوئی رکاوٹ نہیں ہے۔

(فتح القدیر ج ۳ ص ۳۰۰)

نواب صدیق حسن قنوجی بھوپالی غیر مقلد نے بھی بعینہ اسی طرح لکھا ہے۔

(فتح البیان، ج ۷ ص ۴۴۴)

امام رازی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

یعنی قرآن جسمانی امراض کے لئے شفاء ہے کیونکہ اس کی تلاوت کی برکت سے بہت سی بیماریاں دفع ہو جاتی ہیں اور جب اکثر فلاسفہ اور اہل طلسمات نے اعتراف کیا ہے کہ مجہول جھاڑ پھونک اور ایسے منتر جن کا کچھ بھی مفہوم نہیں سمجھا جا سکتا منافع حاصل کرنے میں اور مصائب دفع کرنے میں عظیم تاثیر رکھتے ہیں تو قرآن عظیم کی تلاوت جو کہ اللہ تعالیٰ کے ذکر، جلال اور اس کی کبریائی پر اور مقربین ملائکہ کی تعظیم پر اور سرکشوں اور شیطانوں کی تحقیر پر مشتمل ہے ضرور دینی اور دنیوی منافع کے حصول کے سبب ہے اور یہ حقیقت نبی کریم ﷺ کے اس فرمان سے اور مؤکد ہو جاتی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا:

مَنْ لَمْ یَسْتَشْفِ بِالْقُرْآنِ فَلَا شَفَاهُ اللّٰهُ تَعَالٰی

''جو شخص قرآن مجید سے شفاء حاصل نہیں کرتا تو اللہ تعالیٰ اسے شفاء نہیں دیتا۔'' (التفسیر الکبیر، ج ۱۰ ص ۱۱۳)

شیخ جمال الدین قاسمی نے امام رازی کی عبارت نقل کر کے آپ کی تائید کی

ہےاورامام خازن اور علامہ جُمل نے امام رازی کے کلام کا اوّل حصّہ نقل کیا ہے۔

(تفسیر قاسمی، ج۴ص۱۷ ٦ا تفسیر خازن، ج۴ص۱۸۰)

ابنِ قیم کے نزدیک قرآن مکمل شفاء ہے

ابنِ قیم لکھتے ہیں:

وَمِنْ هٰهُنَا لِبَيَانِ الْجِنْسِ لَا لِلتَبْعِيْضِ

فَاِنَّ الْقُرْآنَ كُلَّهٗ شِفَاءٌ

اور یہاں لفظ ''مِنْ'' بیان جنس کے لئے ہے تبعیض کے لئے نہیں کیونکہ قرآن مکمل شفاء ہے۔(التفسیر القیم،ص۳۴۸)

ایک اور مقام پر ابن قیم لکھتے ہیں:

فَالْقُرْآنُ هُوَ الشِّفَاءُ التَّامُّ مِنْ جَمِيعِ الْاَدْوَاءِ الْقَلْبِيَّةِ وَالْبَدَنِيَّةِ وَاَدْوَاءِ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ

پس قرآن تمام قلبی اور بدنی دنیوی اور اخروی بیماریوں کے لئے مکمل شفاء ہے لیکن ہر کوئی قرآن سے شفاء حاصل کرنے کا اہل اور لائق نہیں اور جب بھی بیمار شخص نے بہترین طریقہ سے قرآن سے علاج کیا اور اسے صدق وایمان ،قبولِ تام یقین کامل اور تمام شرائط کو پورا کرتے ہوئے اپنی بیماری پر استعمال کیا تو بیماری اس کے سامنے ٹھہر نہیں سکتی اور بھلا کس طرح بیماریاں زمین وآسمان کے پروردگار کے کلام کا مقابلہ کرسکتی ہیں جبکہ اس کی شان یہ ہے کہ اگر پہاڑوں پر نازل ہوتا تو وہ پھٹ جاتے اور اگر زمین پر نازل ہوتا تو اسے کاٹ کر رکھ دیتا۔ پس قلبی اور بدنی

امراض میں سے کوئی مرض ایسا نہیں ہے جس کے سبب کی اوراس کے دوا کی قرآن کریم میں روشن دلیل نہ ہو۔ (زادالمعاد، ج۴ص۳۲۲)

ایک اور مقام پر ابن قیم سورۂ فاتحہ کے شفاء ہونے پر کلام کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

امام ابن ماجہ نے اپنی سنن میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

خَيْرُ الدَّوَاءِ الْقُرانُ

''بہترین دوا قرآن ہے اور یہ معلوم شدہ حقیقت ہے کہ بعض کلاموں کے خواص اور منافع مجرّب ہیں تو تمہارا کیا گمان ہے ربّ العالمین کے کلام کے بارے میں جس کو ہر کلام پر ایسی فضیلت حاصل ہے جیسے اللہ تعالی کی فضیلت اس کی مخلوق پر وہ قرآن جو شفاء تام ہے، مفید پناہ گاہ ہے، ہدایت بخشنے والا نور ہے اور رحمت عامہ ہے کہ جو کسی پہاڑ پر نازل کیا جاتا تو وہ پہاڑ اس کی عظمت اور جلالت سے پھٹ جاتا۔

اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا:

وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّ رَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۙ

اور یہاں حرف ''مِنْ'' بیان جنس کے لئے ہے نہ کہ تبعیض کے لئے یہی قول زیادہ صحیح ہے پھر تمہارا سورۂ فاتحہ کے بارے میں کیا گمان ہے جس کی مثل خود قرآن میں، توراۃ میں انجیل میں اور زبور میں کوئی اور سورۃ نازل نہیں کی گئی۔

(زادالمعاد، ج۴ص۱۶۲،۱۶۳)

ابن قیم کی طرح اکثر علماء نے اس آیت مبارکہ میں لفظ ''مِنْ'' کو بیان

جنس کے لئے قرار دیا ہے جس کا مفاد یہ ہے کہ قرآن کے بعض حصّے ہی صرف شفاء نہیں بلکہ مکمل قرآن شفاء ہے۔

علامہ موفق الدین بغدادی لکھتے ہیں:

جان لو کہ بعض کلاموں میں خاص تاثیر ہوتی ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے نفع دیتے ہیں علماء نے اس کی صحت پر گواہی دی ہے پھر تمہارا اللہ تعالیٰ کے کلام کے بارے میں کیا گمان ہے؟ جبکہ سیدنا علی المرتضیٰ کرّم اللہ تعالیٰ وجھہ الکریم سے مرفوعاً روایت ہے کہ قرآن بہترین دوا ہے۔ (الطب من الکتاب والسنۃ، ص ۱۹۱)

قرآن کریم کے شفاء جسمانی ہونے پر احادیث و آثار

قرآن اور شہد شفاء ہے

امام ابن ماجہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

عَلَيْكُمْ بِالشِّفَائَيْنِ اَلْعَسَلُ وَالْقُرْآنُ

تم دو شفاؤں کو لازم پکڑ لو! شہد اور قرآن مجید۔

(سنن ابن ماجہ، ج ۱۰ ص ۲۵۶)

امام ابن ماجہ کے علاوہ یہ حدیث امام حاکم نے بھی ذکر فرمائی ہے اور فرمایا ہے کہ یہ حدیث امام بخاری اور امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے اور علامہ ذہبی نے امام حاکم کی تائید کی ہے امام بوصیری نے بھی اسے صحیح کہا ہے۔

(المستدرک للحاکم، ج ۴ ص ۲۲۲)

نیز یہ حدیث امام ابن ابی شیبہ، امام ابن ابی حاتم، امام بیہقی ، امام دیلمی، امام ذہبی، امام سیوطی، علامہ موفق الدین بغدادی، علامہ تیفاشی، علامہ خطیب تبریزی رحمۃ اللہ علیہم نے بھی ذکر کی ہے۔ حوالہ جات مندرجہ ذیل ہیں:

(مصنف ابن ابی شیبہ، رقم الحدیث ۲۳۶۷۹) (تفسیر ابن ابی حاتم ج ۷ ص ۲۲۹۰) (شعب الایمان، ج ۲ ص ۵۱۹) (سنن الکبری للبیہقی، ج ۹ ص ۵۷۹) (الفردوس بمأثور الخطاب، ج ۳ ص ۵۶) (زاد المعاد، ج ۴ ص ۳۲) (المنہج السوی، ص ۳۰۳) (الدر المنثور، ج ۴ ص ۲۳۰)

حلق کے درد کے لئے تلاوت کا حکم

امام حاکم حضرت واثلہ بن الاسقع رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ

اَنّ رَجُلاً شَکٰی اِلٰی رَسُوْلِ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمْ وجعُ حُلْقِہٖ قَالَ : عَلَیْکَ بِقِرَاءَ ۃِ الْقُرْآنِ

ایک شخص نے نبیٔ کریم ﷺ سے حلق کے درد کی شکایت کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: قرآن مجید کی تلاوت کو اپنے آپ پر لازم کرلو۔

(شعب الایمان، ج ۲ ص ۵۱۹)

یہ حدیث امام سیوطی نے بھی ذکر فرمائی ہے۔ (الاتقان، ج ۲ ص ۳۹۱)

بچھو کے کاٹے کا علاج

امام بیہقی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ کو بچھو نے کاٹ لیا اس وقت آپ نماز پڑھ رہے تھے جب سلام پھیرا تو

فرمایا: اللہ تعالیٰ بچھو پر لعنت فرمائے یہ نہ نمازی کو چھوڑتا ہے اور نہ غیر نمازی کو۔ پھر آپ نے پانی میں نمک ملا کر اس پر سورۂ الفلق، سورۂ الناس اور سورۂ الاخلاص پڑھی اور اس پانی کو درد کی جگہ مَلنے لگے حتّٰی کہ تکلیف ختم ہوگئی۔

(شعب الایمان، ملخصاً ج ۲ ص ۵۱۸)

زاد المعاد میں ابن ابی شیبہ کے حوالے سے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت ہے جس کے آخر میں ''حتّٰی سَکَنَتْ'' (یہاں تک کہ سکون ہوگیا) کے الفاظ بھی ہیں۔ (زاد المعاد، ج ۴ ص ۱۶۵)

یہ حدیث امام طبرانی نے بھی ذکر کی ہے۔ (المعجم الصغیر، رقم الحدیث ۸۳۰)

حافظ ہیثمی نے فرمایا: اس کی سند صحیح ہے۔ (مجمع الزوائد، ج ۵، ص ۱۹۱)

جُنون کے لئے دَم

امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ لکھتے ہیں کہ حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت بابرکت میں حاضر تھا کہ ایک اعرابی آیا اور اس نے عرض کیا یا نبی اللہ! میرے بھائی کو ایک بیماری ہے آپ ﷺ نے فرمایا: اسے کیا بیماری ہے؟ اس نے عرض کی اسے جنون یا آسیب ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اسے ہمارے پاس لاؤ۔ (وہ اسے لایا) پھر آپ کے سامنے ڈال دیا۔ نبی کریم ﷺ نے اسے سورۂ فاتحہ، سورۂ البقرہ کی ابتدائی چار آیات، سورۂ البقرہ کی آیت ۱۶۳، ۱۶۴، آیۃ الکرسی اور سورۂ البقرہ کی آخری تین آیات، سورۂ ال عمران کی آیت ۱۸، سورۂ اعراف کی آیت ۵۴، سورۂ المؤمنون کی آخری تین آیات، سورۂ جن کی آیت ۳، سورۂ **اَلصّٰٓفّٰت** کی ابتدائی دس آیات، سورۂ الحشر کی آخری تین آیات، سورۂ الاخلاص،

سورۃ الفلق اور سورۃ الناس سے دَم فرمایا تو وہ مریض کھڑا ہو گیا گویا اسے کبھی شکایت ہوئی ہی نہ تھی ۔ (مسند احمد، ج ۵ ص ۱۲۸)

یہی حدیث کئی ائمہ کرام نے نقل فرمائی جیسے : امام عبداللہ بن احمد رحمۃ اللہ علیہ نے الزوائد لعبداللہ بن احمد میں، امام ابو یعلی رحمۃ اللہ علیہ نے مسند ابی یعلی میں، امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الدعاء لطبرانی میں، امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے المستدرک میں، امام ابن السنی رحمۃ اللہ علیہ نے عمل الیوم واللَّیلَۃِ میں، امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ نے اتحاف الخیرۃ المہرۃ میں اور امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے الاتقان میں بھی ذکر فرمائی ہے۔

امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''**هَـذَا حَـدِيُثٌ محفوظٌ صحيحٌ**'' یہ حدیث محفوظ اور صحیح ہے۔

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس حدیث کی سند حسن ہے ۔ حافظ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس کی سند میں ایک شخص ابو جناب ہے جو کثرتِ تدلیس کی وجہ سے ضعیف ہے لیکن امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی توثیق فرمائی ہے اور اس حدیث کے دیگر تمام راوی صحیح حدیث کے راوی ہیں۔

(مجمع الزوائد، ج ۵ ص ۱۶۵)

قرآن کریم کامل یقین کے ساتھ پہاڑ پر بھی پڑھا جائے تو وہ بھی زائل ہو جائے

امام ابو یعلی الموصلی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کسی بیماری میں مبتلا ایک شخص کے کان میں کچھ پڑھا تو وہ ہوش میں آ گیا اس پر حضور انور ﷺ نے ان سے دریافت فرمایا: تم نے اس کے کان میں کیا پڑھا؟ عرض کی میں نے اس کے کان میں سورۃ المؤمنون کی آخری چار آیات پڑھیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''ان آیات کو کوئی یقین والا شخص اگر کسی پہاڑ پر پڑھے تو وہ بھی زائل ہو جائے''۔

(مسند ابی یعلی، ج ۴ ص ۳۴۵)

مسند ابی یعلی کے معلّق نے اس حدیث کی سند پر تحقیق کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اس کی سند میں ابنِ لہیعہ ہے اور اس میں اختلاف مشہور ہے لیکن ابن وہب نے اس سے اس کی کتابوں کے جل جانے سے قبل سماعت کی ہے لہٰذا یہ حدیث حسن یا صحیح ہے۔ حافظ ہیثمی فرماتے ہیں: اس حدیث کی سند میں ایک شخص ابنِ لہیعہ ہے اور اس میں ضعف ہے اور اس کی حدیث حسن ہے اور اس حدیث کے باقی تمام راوی صحیح حدیث کے راوی ہے۔ (مجمع الزوائد، ج ۵ ص ۱۱۵)

یہ حدیث حکیم ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے (نوادر الاصول ج ۳ ص ۱۷۲) میں، امام عبید رحمۃ اللہ علیہ نے (فضائل القرآن، ص ۱۵۱) میں، امام طبرانی نے (کتاب الدعاء لطبرانی، ۱۳۳۱) میں، امام ابو نُعیم نے (حلیۃ الاولیاء، ج ۱ ص ۷) نے امام ابن السنی نے (عمل الیوم واللّیلۃ، رقم الحدیث ۶۳۱) میں، اور امام سیوطی نے (الاتقان، ج ۲ ص ۳۹۷، درمنثور، ج ۵ ص ۳۴) میں بھی ذکر فرمائی ہے۔

حدیث مذکور میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے طرزِ عمل سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص اپنی فکر اور صواب دید سے قرآن کی کوئی آیت کسی مرض کے ازالہ

کے لئے پڑھے تو یہ جائز ہوگا کیونکہ مکمل قرآن کریم شفاء ہے جیسا کہ آئندہ صفحات میں آرہا ہے کہ بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے اپنے اجتہاد سے سورۂ فاتحہ پڑھ کر ایک مریض کو دَم کیا تو فوراً شفایاب ہوگیا یہ حدیث متعدد حوالہ جات کے ساتھ آگے آرہی ہے۔

مرض کے ازالہ کے لئے مجرّب عمل

حضرت امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ حضرت علی المرتضٰی کرّم اللہ وجہہُ الکریم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے سورۃ الانعام کی نسبت فرمایا کہ یہ جب بھی کسی قسم کے بیمار پر پڑھی گئی تو اللہ تعالی نے اسے شفاء دی۔

(شعب الایمان، ج ۲ ص ۴۷۱، الاتقان، ج ۲ ص ۳۹۵)

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: علامہ ابن التین فرماتے ہیں ''معوذات (یعنی سورۂ الفلق اور سورۂ الناس) اور دیگر اسماءِ الٰہیہ طبِ روحانی ہیں جب یہ الفاظ ابرار کی زبان پر جاری ہوں تو باذن الٰہی شفاء حاصل ہوجاتی ہے سو جب سے طبِ روحانی کی اس صورت میں کمی واقع ہوئی لوگوں نے طبِ جسمانی کا سہارا لیا'' امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نبیٔ کریم ﷺ نے اسی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر قرآن پہاڑ پر بھی پڑھا جائے تو وہ اپنی جگہ سے ہٹ جائے۔

(الاتقان، ج ۲ ص ۴۰۰)

ابنِ قیم قوّتِ تاثیر کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وَكُلَّمَا كَانَتْ كَيْفِيَّةُ نَفْسِ الرَّاقِيْ اَقْوٰى، كَانَتِ الرَّقِيَّةُ اَتَمّ

دَم کرنے والے کی کیفیتِ روحانی جس قدر ہوگی اُسی قدر اس کے دَم کی تاثیر زیادہ ہوگی۔(زادالمعاد، ج۴ص۱۶۵)

قرآن کریم اور اسماءالٰہیہ کو گھول کر پینے کا بیان

ترجمان القرآن، مفسّر قرآن حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے تعویذ لکھنے کا ثبوت علاّمہ قرطبی علیہ رحمۃ نے ''تفسیر قرطبی'' میں (ج۱۶ص۲۲۲طبع دار الشعیب) اور علاّمہ صاوی علیہ رحمۃ نے ''حاشیہ صاوی علی تفسیر جلالین'' امام بیہقی علیہ رحمۃ نے ''کتاب الدعوات'' میں حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل فرمائی ہے:

''کہ جس عورت کے ہاں بچہ کی ولادت مشکل ہو تو وہ ایک پرچہ میں یہ تعویذ (یعنی یہ کلمات اور دو آیتیں) لکھے:

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہُ الْعَظِیْمُ الْحَلِیْمُ الْکَرِیْمُ سُبْحَانَ اللّٰہِ رَبِّ السَّمَاوَاتِ وَرَبِّ الاَرْضِ وَرَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ کَاَنَّھُمْ یَوْمَ یَرَوْنَ مَا یُوْعَدُوْنَ لَمْ یَلْبَثُوْا اِلَّا سَاعَۃً مِّنْ نَّھَارٍ بَلَاغٌ فَھَلْ یُھْلَکُ اِلَّا الْقَوْمُ الْفَاسِقُوْنَ کَاَنَّھُمْ یَوْمَ یَرَوْنَھَا لَمْ یَلْبَثُوْا اِلَّا عَشِیَّۃً اَوْضُحَاھَا

پھر غسل کرے اور اسے پانی میں گھول کر پی لے۔(الاتقان، ج۲ص

۴۳۹، حاشیہ صاوی، ج ۳ ص ۹۲ ۰ مطبوعہ مکتبہ غوثیہ، کراچی)

یہ حدیث امام ابن ابی شیبہ نے (مصنف ابن ابی شیبہ، ج ۵ ص ۳۹) میں، امام ابن السنی نے (عمل الیوم والیلۃ) میں اور امام ذہبی نے بھی ذکر کی ہے۔

بچے کی پیدائش میں آسانی کے لئے تعوِیذ

امام خلال کہتے ہیں: ہمیں ابوبکر المروزی نے بیان کیا کہ ابوعبداللہ امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کے پاس ایک شخص آیا اور اس نے کہا: اے عبداللہ! دو دن سے ایک عورت بچے کی ولادت کی مشکل میں مبتلا ہے آپ اس کے لئے ایک تعوِیذ لکھ دیں آپ نے فرمایا: تم ایک کھلا پیالہ اور زعفران لے آؤ امام مروزی فرماتے ہیں کہ میں نے امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کو بہت سے لوگوں کے لئے یہ تعوِیذ لکھتے ہوئے دیکھا اور انہوں نے حضرت عکرمہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ایک مرتبہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک گائے کے قریب سے گزرے جس پر اس کے بچے کی ولادت مشکل ہوگئی تھی۔ گائے نے آپ سے عرض کیا: اے کلمۃ اللہ! اللہ تعالیٰ سے دعاء فرمائیں کہ وہ مجھے اس تکلیف سے نجات دے۔ آپ نے یہ کلمات کہے:

یَا خَالِقَ النَّفُسِ مِنَ النَّفُسِ وَ یَا مُخَلِّصَ النَّفُسِ مِنَ النَّفُسِ وَ یَا مُخَرِّجَ النَّفُسِ مِنَ النَّفُسِ خَلِّصُهَا

اے جان سے جان کو پیدا کرنے والے اور جان کو جان سے خلاصی دینے والے اور جان کو جان سے نکالنے والے! اس کو خلاصی عطا فرما۔

آپ فرماتے ہیں: گائے نے اسی وقت بچہ دے دیا اور وہ کھڑی ہو کر اسے سونگھنے لگی۔ فرماتے ہیں: جب کسی عورت پر یہ مشکل آپڑے کہ اس کے بچے کی ولادت نہ ہو رہی ہو تو اس کے لئے بھی انہی الفاظ سے تعوِیذ لکھ دو۔

ابن قیم نے تو یہاں تک لکھا ہے کہ دَم کے بارے میں جتنی دعائیں مذکور ہوئیں ان سب کا تعوِیذ لکھنا بھی مفید ہے۔ (زادالمعاد، ج۴ص ۳۲۸)

تنگیٔ ولادت کے لئے ایک اور تعوِیذ

ابن قیم تنگیٔ ولادت کی آسانی کے لئے سورۃ الانشقاق کی ابتدائی چار آیات کے بارے میں لکھتے ہیں کہ انہیں ایک صاف برتن میں لکھ کر اور اس میں پانی ڈال کر حاملہ عورت کو پلایا جائے اور اس کے پیٹ پر چھڑکا جائے۔

(زادالمعاد، ج۴ص ۳۲۸)

باری کے بخار کا تعوِیذ

زادالمعاد میں ہے: تین باریک کاغذوں پر لکھا جائے:

بِسۡمِ اللّٰہِ فَرَّتۡ بِسۡمِ اللّٰہِ مَرَّتۡ بِسۡمِ اللّٰہِ قَلَّتۡ

ہر روز ایک ورق منہ میں رکھ کر پانی کے ساتھ نگل لیا جائے۔

(ج۴ص ۳۲۹)

آیاتِ شفاء سے علاج

شیخ عبدالحق محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے مدارج النبوت میں اور امام ابن الحاج رحمۃ اللہ علیہ نے شرک و بدعت کے رد میں ایک کتاب لکھی ہے اس

میں آپ لکھتے ہیں:

''ابوالقاسم قشیری رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے وہ فرماتے ہیں کہ ان کا بچہ بیمار ہوگیا اس کی بیماری اتنی سخت تھی کہ وہ قریب المرگ ہوگیا وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھا اور حضور کی خدمت میں بچے کا حال عرض کیا حضور ﷺ نے فرمایا! تم آیات شفاء سے کیوں دور رہتے ہو کیوں ان سے تمسک نہیں کرتے اور شفاء نہیں مانگتے۔ میں بیدار ہوگیا اور اس پر غور کرنے لگا تو میں نے ان آیات شفاء کو کتاب الٰہی میں چھ (۶) جگہ پایا۔ (وہ یہ ہیں)

وَيَشْفِ صُدُوْرَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ ۙ وَيُذْهِبْ غَيْظَ قُلُوْبِهِمْ.

(سورۃ التوبہ آیت ۱۴، ۱۵)

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ ۙ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ.

(سورۃ یونس، آیت ۵۷)

يَخْرُجُ مِنْ بُطُوْنِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ فِيْهِ شِفَاءٌ لِّلنَّاسِ .

(سورۃ حجر آیت ۶۹)

وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ لا وَلَا يَزِيْدُ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا خَسَاراً

(سورۃ الاسراء آیت ۸۲)

وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِيْنِ

(سورۃ الشعراء، آیت ۸۰)

قُلْ هُوَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هُدًى وَّشِفَآءٌ

(سورۃ حٰم سجدہ، آیت ۴۴)

(ابوالقاسم قشیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) میں نے آیات شفاء کو لکھا اور پانی میں گھول کر بچے کو پلا دیا اور وہ بچہ اسی وقت شفاء پا گیا گویا کہ اس کے پاؤں سے گرہ کھول دی گئی ہو۔

(مدارج النبوّت، المدخل لابن الحاج المالکی، ج ۴ ص ۳۲۷)

امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے ان آیات کو مجرب فرمایا ہے آپ فرماتے ہیں:
میں نے بہت سے مشائخ کرام کو دیکھا کہ انہوں نے یہ آیات مریض کے لئے لکھیں اور برتن میں ڈال کر شفاء کی امید پر پلائیں۔
یہ آیات علامہ زرکشی ، امام قسطلانی ، شاہ ولی اللہ محدّث دہلوی ، علامہ اسماعیل حقّی ، علامہ آلوسی رحمہم اللہ علیہم اجمعین نے بھی ذکر فرمائی ہیں۔

مختلف تعوِیذات کے استعمال کا طریقہ

امام ابن الحاج رحمۃ اللہ علیہ نے متذکرہ بالا اور دیگر متعدد تعوِیذات کا ذکر کر کے آخر میں طریقۂ استعمال یوں بیان فرمایا ہے:
ان کے استعمال کی ترکیب یہ ہے کہ یہ تعوِیذات کسی صاف برتن یا کاغذ میں لکھے جائیں پھر اس برتن کو پانی سے دھویا جائے یا اس کاغذ کو پانی میں حل کیا جائے

پھر وہ پانی نہار منہ پی لیا جائے پھر برتن میں جو پانی کی تری باقی رہ گئی ہو وہ ہاتھوں کو لگا کر جہاں تک ممکن ہو بدن کا مسح کیا جائے۔

(المدخل لابن الحاج المالکی، ج۴ص ۳۲۸)

وَمَا زَالَ الْاَشْيَاخُ مِنَ الْاَ كَابِرِ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ يَكْتُبُوْنَ الْاٰيَاتِ مِنَ الْقُرْاٰنِ وَالْاَدْعِيَّةِ فَيَسْقُوْنَهَا لِمَرْضَاهِمْ وَيَجِدُوْنَ الْعَافِيَةَ عَلَيْهَا

امام ابن الحاج رحمۃ اللہ علیہ مزید فرماتے ہیں: ہمیشہ سے مشائخ کبار رحمۃ اللہ علیہ قرآن کریم کی آیات اور دعائیں لکھتے اور مریضوں کو پلاتے آئے ہیں اور مریض ان سے شفاء پاتے آئے ہیں۔

(المدخل لابن الحاج المالکی، ج۴ص ۳۲۸)

دل کی سختی دور کرنے کے لئے تعوِیذ

امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام ابوجعفر محمد بن علی یعنی امام باقر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

مَنْ وَجَدَفِي قَلْبِهٖ قَسْوَةٌ فَلْيَكْتُبْ يٰسٓ وَالْقُرْاٰنِ فِي جَامٍ بِزَعْفَرَانَ ثُمَّ يَشْرَبُهٗ

جو شخص اپنے قلب میں سختی پائے اسے چاہیے کہ وہ زعفران سے سورۂ یٰسین ایک پیالہ میں لکھ کر پیئے۔ (مستدرک للحاکم، ج۳ص ۲۱۰)

امام حاکم کے علاوہ امام حکیم ترمذی، امام بیہقی، اور امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہم نے بھی ذکر فرمائی ہے۔

تعویذ کی ایک صورت قرآن لکھ کر مریض کو پلانا ہے

امام حکیم ترمذی فرماتے ہیں:

عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ لَا بَاسَ اَنْ يَّكْتُبَ الْقُرْاٰنَ ثُمَّ يَغْسِلَهٗ وَيُسْقَى الْمَرِيْضَ

امام مجاہد فرماتے ہیں: اس میں کوئی حرج نہیں ہے کہ قرآن کریم لکھا جائے پھر اسے دھو کر مریض کو پلایا جائے۔ (نوادر الاصول، ج ۳ ص ۲۵۸)

محی السنۃ امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اس میں کوئی حرج نہیں سمجھتی تھیں کہ تعویذ پانی میں ڈالا جائے پھر اس سے مریض کا علاج کیا جائے اور امام مجاہد نے فرمایا: اس میں کوئی حرج نہیں ہے کہ قرآن لکھ کر اس کا دُھوون مریض کو پلایا جائے اور اسی طرح ابو قِلابہ سے مروی ہے اور امام نخعی اور امام ابن سیرین نے اسے مکروہ جانا ہے۔

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے حکم فرمایا کہ جس عورت کے ہاں بچہ کی ولادت دشوار ہو اس کے لئے دو آیتیں اور کچھ کلمات لکھے جائیں پھر انہیں گھول کر اُسے پلایا جائے اور ایوب کہتے ہیں میں نے ابو قِلابہ کو دیکھا کہ انہوں نے ایک تعویذ لکھا پھر وہ جنون کے مریض کو پلایا۔ (شرح السنۃ، ج ۶ ص ۲۵۴)

قرآنی آیات پانی پر دَم کر کے چھڑکنا

علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: امام احمد رضی اللہ عنہ نے تصریح فرمائی کہ قرآن مجید کی آیات جب کسی چیز میں لکھی جائیں اور اس کو دھویا جائے اور وہ پانی پیا جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں اور بے شک ایک شخص ایک برتن میں قرآن شریف لکھتا تھا پھر اسے مریض کو پلا دیتا تھا۔ اسی طرح قرآن کریم کسی چیز پر پڑھا جائے پھر اُسے پیا جائے تو اس تمام کاروائی میں کوئی حرج نہیں اور اسی طرح قرآن کریم پڑھ کر پانی پر دَم کیا جائے اور مریض پر چھڑکا جائے اور اسی طرح جس عورت کے ہاں بچہ کی پیدائش دُشوار ہو اس کے لئے قرآن کریم سے کچھ لکھا جائے اور اسے پلایا جائے۔ (الطب النبوی للذھبی، ص ۲۸۸)

ابن قیم نے ایک مقام پر لکھا ہے:

بزرگان دین کی ایک جماعت نے قرآن کریم کے لکھنے اور اس کے پینے کی اجازت دی ہے اور اس کو انہوں نے شفاء قرار دیا ہے جو اللہ تعالیٰ نے اس میں رکھ دی ہے۔ (زاد المعاد، ج ۴ ص ۳۲۸)

میٹھی چیز پر قرآن کریم لکھ کر اسے کھانے کا جواز

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: امام نووی نے شرح مہذب میں فرمایا: اگر قرآن کسی برتن میں لکھا جائے پھر اس کا غسالہ مریض کو پلایا جائے تو حسن بصری، مجاہد، ابو قلابہ، اور اوزاعی نے فرمایا: اس میں کوئی حرج نہیں اور ابراہیم نخعی نے اسے مکروہ سمجھا۔ امام نووی فرماتے ہیں: ہمارے مذہب کا تقاضا یہ ہے کہ اس میں کوئی

حرج نہیں ۔ پس بالتحقیق قاضی حسین اور بغوی وغیرہ نے فرمایا: اگر قرآنی آیات مٹھائی اور طعام پر لکھی جائیں تو اس کے کھانے میں کوئی حرج نہیں ۔

(الاتقان، ج۲ص ۲۶۵)

اس بحث میں امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت میں یہ بات سامنے آئی کہ حضرت ابراہیم نخعی قرآنی آیات کو کسی چیز میں لکھ کر پینا مکروہ قرار دیتے تھے ۔ امام نووی نے بھی حضرت نخعی سے کراہیت کا قول نقل کیا ہے ، لیکن امام بغوی کا ابن سیرین کو بھی اس عمل کے مانعین میں شمار کرنا سمجھ میں نہیں آتا کیونکہ وہ تو اس سے بھی بڑی چیز کے قائل ہیں یعنی تَعْوِیْذات لٹکانے کے اسی طرح بعض اہل علم کا امام مجاہد اور امام حسن بصری کو مانعین میں شامل کرنا بھی تسامح (Tolerance) ہے کیونکہ یہ دونوں حضرات جواز کے قائل ہیں ان کے جواز کا قول ان بزرگوں نے نقل کیا جو عدمِ جواز کا قول نقل کرنے والوں سے پہلے کا ہے ۔جن حضرات نے امام مجاہد اور حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ کو غلطی سے مانعین میں شمار کیا ہے وہ حضرات خود بڑی شدت کے ساتھ تَعْوِیْذات کی تمام جائز صورتوں کے قائل اور مؤید ہیں ۔

قرآنی آیات کو گھول کر پینے کا حکم

امام زرکشی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

شیخ ابن عبدالسلام نے جس چیز پر قرآن لکھا گیا ہو اس کے پینے پر ممناعت کا فتویٰ دیا ہے ۔ اس لئے کہ وہ باطنی نجاست سے مل جاتی ہے لیکن انکے قول میں نظر ہے کیونکہ وہ چیز معدہ میں ہے اس کے لئے کوئی حکم نہیں اور جنہوں نے اس کے جواز کی صراحت فرمائی وہ امام بغوی کے شاگرد (عماد نیہقی) ہیں ۔ امام ابن صلاح نے

فرمایا: اس کاغذ کا نگلنا جائز نہیں جس میں قرآن کی آیت مرقوم ہو، وہاں اگر اسے دھویا جائے اور اس کا پانی پیا جائے تو جائز ہے اور قاضی حسین اور امام رافعی نے قطعیت سے اس طعام کے کھانے کو جائز قرار دیا جس پر قرآن مجید سے کچھ لکھا گیا ہو۔

(البرھان فی علوم القرآن، ج ۲ ص ۱۰۵)

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسی طرح لکھا ہے۔

(الاتقان، ج ۲ ص ۴۰۱،۴۰۰)

اللہ تعالیٰ کا نام گھول کر پینے کی بَرَکت

اس کے بعد علامہ زرکشی نے اس مسئلہ کے حوالے سے امام بیہقی کی مشہور کتاب (شعب الایمان) سے ایک قصّہ ذکر فرمایا ہے: جس کا ترجمہ یہ ہے۔

ابوعبدالرحمٰن السلمی نے منصور بن عمار کے حالات میں ذکر کیا ہے کہ منصور بن عمار کو حکمت و دانائی عطا فرمائی گئی تھی۔ اس کا سبب یہ بتایا گیا ہے کہ انہوں نے راستہ میں کاغذ کا ایک ٹکڑا پایا جس پر (بسم اللہ الرحمٰن الرحیم) لکھی ہوئی تھی انہوں نے وہ اٹھایا تو انہیں کوئی مناسب جگہ سمجھ نہ آئی جہاں اسے رکھ دیتے تو انہوں نے اسے کھا لیا پھر انہیں اس طرح کچھ دکھایا گیا جیسا کہ حالت خراب میں دیکھا جاتا ہے۔ ایسا منظر تھا گویا کوئی کہنے والا کہہ رہا تھا "اللہ تعالی نے کاغذ کے اس ٹکڑے کے احترام کی برکت سے تجھ پر اپنی حکمت کا دروازہ کھول دیا۔ اس کے بعد جب وہ کلام کرتے تو حکمت پر مبنی ہوتا"۔ (شعب الایمان، ج ۲ ص ۵۴۵)

یہ واقعہ امام قشیری نے رسالۂ قشیریہ میں اور امام ابن الملقن نے طبقات الاولیاء میں بھی ذکر کیا ہے۔

ان تمام عبارات کی روشنی میں یہ معلوم ہوا کہ اگر قرآنی آیات کسی چیز، کاغذ، یا مٹھائی کی ٹکیہ وغیرہ پر مرقوم ہوں تو ان اشیاء کا کھانا یا پینا بے ادبی میں شامل نہیں بلکہ حصولِ شفاء کا مؤجب ہے۔

طبیبِ اَعظم ﷺ کا تعوِیذ لکھ کر عطا فرمانا

حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ ''کتاب الاتقان'' میں حضرت محدّث ابن السنی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت نقل فرماتے ہیں کہ جب حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کو وضع حمل کا وقت قریب ہوتا رسول اللہ ﷺ (پارہ ۸ سورۃ الاعراف کی آیت ۵۴)

اِنَّ رَبَّکُمُ اللّٰہُ الَّذِیۡ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ فِیۡ سِتَّۃِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسۡتَوٰی عَلَی الۡعَرۡشِ قف یُغۡشِی الَّیۡلَ النَّھَارَ یَطۡلُبُہٗ حَثِیۡثًا لا وَّالشَّمۡسَ وَ الۡقَمَرَ وَالنُّجُوۡمَ مُسَخَّرٰتٍۭ م بِاَمۡرِہٖ اَلَا لَہُ الۡخَلۡقُ وَالۡاَمۡرُ ط تَبٰرَکَ اللّٰہُ رَبُّ الۡعٰلَمِیۡنَ

اور معوذتین (یعنی سورۃ الفلق اور سورۃ الناس) لکھ کر عنایت فرمادیا کرتے تھے۔جس سے وضع حمل میں آسانی ہوجایا کرتی تھی۔

حضور اکرم ﷺ کا حضرت ابو دجانہ رضی اللہ عنہ کو تعویذ عطا فرمانا

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے ''خصائص کبریٰ'' میں ج ۲ ص ۹۸ پر نقل فرماتے ہیں کہ حضرت ابو دجانہ رضی اللہ عنہ نے حضور اکرم ﷺ سے جنّات کی شکایت کی تو حضور اکرم ﷺ نے حضرت ابو دجانہ رضی اللہ عنہ کے لئے حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ سے فرمایا ایک تعویذ لکھوایا: وہ یہ ہے:۔

هذا كِتَابٌ مِّنْ مُحَمَّدٍ رَسُوْلِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ اِلٰی مِنْ طُرقِ الدَّارِ مِنَ الْعَمَّارِ وَالزَّوَارِ وَالصَّالِحِيْنَ اِلَّا طَارِقًا يَطْرُقُ بِخَيْرٍ يَا رَحْمٰنُ اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ لَنَا وَلَكُمْ فِى الْحَقِّ سَعَةً فَاِنَّ تَكُ عَاشِقًا مُوْلعًا اَوْ فَاجِرًا مُقْتَحِمًا اَوْ رَاعِيًا حَقًّامُّبْطِلاً فَهٰذاكِتَابُ اللّٰه يَنطِقُ عَلَيْنَا و عَلَيْكُم بِالْحَقِّ اِنَّا كُنَّا نَسْتَنسِخُ مَا كُنتُمْ تَعْمَلُوْنَ وَرُسُلَنَا يَكْتُبُوْنَ مَا تَمْكُرُوْنَ اُتْرُكُوْا صَاحِبَ كِتَابِىْ هَذَا وَانْطَلِقُوْا اِلَى عَبْدَةِ الْاَوْثَانِ (الْاَصْنَامِ) وَاِلَى مَنْ يَّزْعَمُ اِنَّ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهاً آخَرَ لا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهُ لَهُ الْحُكْمُ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ حم لَا يُنْصَرُوْنَ حم تَفَرَّقَ اَعْدَاءَ اللّٰهِ وَبَلَّغَتْ حُجَّةَ اللّٰهِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِىِّ الْعَظِيْمِ فَسَيَكْفِيْكَهُمُ اللّٰهُ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ .

یہ تعویذ جنّات سے حفاظت، اثرات، آسیبی معاملات سے نجات کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔

تعویذ لٹکانے اور باندھنے کا بیان

آغازِ اسلام سے لے کر اب تک روئے زمین کے تمام مسلمانوں میں قرآن کریم سے شفاء کے حصول کا ایک طریقہ یہ بھی چلا آرہا ہے کہ آیاتِ قرآنی لکھ کر

گلے یا بازو وغیرہ میں لٹکائی یا باندھی جاتی ہیں۔

تعویذ لٹکانے کے بارے میں فقہاءِ شافعیہ کا نظریہ

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو شخص تمیمہ (تعویذ) لٹکائے اللہ تعالیٰ اس کا مقصد پورا نہ فرمائے۔ اس کی شرح کرتے ہوئے امام بیہقی شافعی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۴۵۸ھ) لکھتے ہیں:

وَهٰذَا اَيْضًا يَرْجِعُ مَعْنَاهُ اِلَى مَا قَالَ اَبُو عُبَيْدٍ وَقَدْ يُحْتَمَلُ اَنْ يَكُونَ ذٰلِكَ وَمَا اَشْبَهَهُ مِنَ النَّهْيِ وَالْكَرَاهِيَةِ فِيمَنْ تَعَلَّقَهَا وَهُوَ يَرَى تَمَامَ الْعَافِيَةِ وَزَوَالَ الْعِلَّةِ مِنْهَا عَلَى مَا كَانَ اَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ يَصْنَعُونَ فَاَمَّا مَنْ تَعَلَّقَهَا مُتَبَرِّكًا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَعَالَى فِيهَا وَهُوَ يَعْلَمُ اَنْ لَا كَاشِفَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَا دَافِعَ عَنْهُ سِوَاهُ فَلَا بَاْسَ بِهَا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ

یہ حدیث بھی اس معنی کی طرف لوٹتی ہے جو ابو عبید نے بیان کیا اور احتمال ہے کہ یہ اور اس کے مشابہ دیگر احادیث جن میں تعویذ لٹکانے کی ممانعت اور کراہت مذکور ہے اس شخص کی مذمت میں ہیں جو شفا کا دارومدار تعویذات پر سمجھتا ہے (اور ان کو بالذات مؤثر سمجھتا ہے) جیسا کہ اہل جاہلیت کرتے تھے۔ رہا وہ شخص جو تعویذات کو اللہ تعالیٰ کے ذکر سے برکت حاصل کرنے کی خاطر لٹکاتا ہے اور یقین رکھتا ہے کہ شفاء دینے والا اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی نہیں اور مصیبت کو دفع کرنے والا

اس کے سوا اور کوئی نہیں تو ان شآء اللہ تَعوِیذ لٹکانے میں کوئی حرج نہیں۔

(سنن الکبریٰ للبیہقی ، ج۹ص۵۸۹)

اس کے بعد امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے تَعوِیذات کے جواز اور عدمِ جواز پر بہت سی احادیث لکھیں اور آخر میں فرمایا:

وَهٰذَا كُلُّهُ يَرْجِعُ اِلٰى مَا قُلْنَا مِنْ اَنَّهُ اِنْ رُقِىَ بِمَا لاَ يُعْرَفُ اَوْ عَلٰى مَا كَانَ مِنْ اَهْلِ الْجَاهِلِيَّةِ مِنْ اِضَافَةِ الْعَافِيَةِ اِلَى الرُّقٰى لَمْ يَجُزْ وَاِنْ رُقِىَ بِكِتَابِ اللّٰهِ اَوْبِمَا يُعْرَفُ مِنْ ذِكْرِ اللّٰهِ مُتَبَرِّكًام بِهٖ وَهُوَ يَرٰى نُزُولَ الشِّفَاءِ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰى فَلاَ بَاْسَ بِهٖ وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيقُ

یہ سب احادیث اسی معنی کی طرف لوٹتی ہیں جو اوپر بیان ہوا یہ کہ اگر تَعوِیذ سمجھ میں نہ آئے یا اس میں اہلِ جاہلیت کا کلام ہو، یا شفاء کی نسبت حقیقتاً تَعوِیذ کی طرف کی جائے تو ناجائز ہے اور اگر تَعوِیذ کتابُ اللہ یا اللہ تعالیٰ کے ذکر سے ہو جس کا معنیٰ معلوم ہو اور اس سے حصول برکت مقصود ہو اور تَعوِیذ لٹکانے والا شخص شفاء اللہ تعالیٰ کی جانب سے سمجھے تو کوئی حرج نہیں اللہ تعالیٰ سمجھ عطا فرمائے۔

(سنن الکبریٰ للبیہقی ، ج۹ص۵۹۰)

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ اپنے لڑکے کے لئے تَعوِیذ لکھتے تھے۔ نیز آپ فرماتے ہیں کہ نافع بن یزید نے یحیٰی بن سعید سے دَم کرنے اور تَعوِیذ لٹکانے کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا:

كَانَ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ يَأمُرُ بِتَعْلِيقِ الْقُرْآنِ وَقَالَ لَا بَأْسَ بِهِ

سعید بن مسیّب رضی اللہ عنہ قرآن کریم سے تعویذ لٹکانے کا حکم دیا کرتے تھے اور فرماتے تھے اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔ (سنن الکبریٰ للبیہقی، ج۹ص۵۹۰)

امام ابنِ عساکر شافعی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۵۷۱ھ) لکھتے ہیں:

ابراہیم بن وثیمہ النصری نے عثمان بن محمد القاری سے فرمایا کہ ان آیات کو اپنے اوپر لازم کرلو جن کے ذریعے اللہ تعالیٰ جنّ اور جُنون کے مرض کو دفع کر دیتا ہے تم انہیں ہر روز پڑھا کرو جو شکایت بھی ہوگی دفع ہو جائے گی وہ آیات یہ ہیں: (سورۂ البقرہ کی آیت ۱۶۳، آیۃ الکرسی، سورۂ البقرہ کی آخری دو آیات، سورۂ الاعراف کی آیات ۵۴، ۵۵ اور ۵۶، اور سورۂ الحشر کی آخری آیات)

عثمان بن محمد نے ان آیات کو اپنے اوپر لازم کر لیا تو ہر بیماری سے بَری ہو گئے ابراہیم بن وثیمہ فرمایا کرتے تھے: یہ آیات تم اپنے بچوں کے لئے رات کو ڈر جانے اور جنّوں کے بچاؤ کے لئے لکھا کرو۔

(مختصر تاریخ دمشق لابن عساکر، ج۴ص۱۷۱)

امام زرکشی شافعی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۹۴ھ) لکھتے ہیں:

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ایک شخص نے آشوبِ چشم کی شکایت کی تو آپ نے اس کی طرف ایک کاغذ میں یہ تعویذ لکھ کر بھیجا:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيم فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَآءَكَ

فَبَصَرُکَ الْیَوْمَ حَدِیْدٌ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ھُدًی وَّ شِفَآءٌ

اس شخص نے وہ تعویذ پہن لیا تو بیماری سے بری ہو گیا۔

(البرھان، ج۲ص۶۴)

امام زرکشی نے حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں لکھا ہے کہ وہ حاملہ عورت کے لئے تعویذ لکھتے جو کہ اس پر لٹکایا جاتا۔

(البرھان، ج۲ص۶۴)

محی السنۃ ابو محمد حسین بن مسعود البغوی الشافعی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۵۱۶ھ) لکھتے ہیں: حماد نے کہا: ابراہیم نخعی ہر اس چیز کو مکروہ سمجھتے تھے جو کسی بچے یا بڑے پر لٹکائی جائے اور کہتے تھے کہ یہ تمائم (تعویذات) سے ہے اور سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: وہ تمیمہ (تعویذ) نہیں جو نزولِ تکلیف کے بعد لٹکایا جائے بلکہ تعویذ وہ ہے جو نزولِ مصیبت سے پہلے لٹکایا جائے تا کہ اس سے تقدیر الٰہی کو ٹالا جائے۔ عطا فرماتے ہیں جو تعویذ قرآن کریم سے لکھے جائیں ان کا شمار تعویذات میں نہیں ہوتا اور سعید بن مسیّب رضی اللہ عنہ سے چھوٹے تعویذوں کے بارے میں پوچھا گیا جن میں قرآن لکھا جاتا ہے پھر وہ عورتوں اور بچوں کے گلے میں لٹکائے جاتے ہیں تو فرمایا: ان میں کوئی حرج نہیں۔ (شرح السنۃ، ج۶ص۲۵۸)

علامہ ابو حیان اندلسی الغرناطی الشافعی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۵۴ھ) لکھتے ہیں: امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: وہ تعویذات جن میں اللہ جلّ سبحانہ کے اسماء مبارکہ مرقوم ہوں بطور برکت مریضوں کے گلے میں لٹکائے جائیں تو کوئی حرج نہیں جبکہ ان کے ذریعے نظرِ بد کے دفاع کا ارادہ نہ کیا جائے۔ اس کا مطلب یہ ہے

کہ نظرِ بد لگنے سے پہلے نہ لٹکایا جائے وہاں نزولِ تکلیف کے بعد کشادگی، عافیت اور شفاء کی امید پر لٹکایا جائے تو جائز ہے جیسا کہ نظر بد وغیرہ کے بارے صحیح احادیث وارد ہیں اور سعید بن مسیّب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: قرآنی تعویذ کو کسی ڈبیہ یا کاغذ میں لپیٹ کر لٹکانا کوئی حرج نہیں جبکہ تعویذ کو بوقتِ جماع یا بیت الخلاء جاتے وقت اتار لیا جائے۔

امام باقر رضی اللہ عنہ نے بچوں کے گلے میں تعویذ لٹکانے کی رخصت دی ہے اور امام ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ اس چیز میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے جس میں قرآن لکھا ہوا اور اسے کوئی انسان لٹکائے۔ (البحر المحیط، ج ۷ ص ۱۰۴)

تعویذ لٹکانے کے بارے میں فقہاء مالکیہ کا نظریہ

امام قیروانی مالکی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۳۸۶ھ) لکھتے ہیں کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا: کیا بخار والے شخص کے لئے قرآن لکھا جا سکتا ہے؟

فرمایا: اس میں کوئی حرج نہیں اور پاکیزہ کلام سے دَم کرنے اور ایسا تعویذ لٹکانے میں بھی کوئی مضائقہ نہیں جس میں قرآن اور ذکر الٰہی ہو بشرطیکہ اس پر چمڑا چڑھایا گیا ہو۔

مزید آگے لکھتے ہیں:

حضرت لیث رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: نفاس والی عورت اور مریض پر اس چیز کے لٹکانے میں کوئی حرج نہیں جس میں قرآن مرقوم ہو جبکہ اس پر چمڑا چڑھایا جائے یا وہ کسی خولدار چیز میں محفوظ ہو اور میں لوہے کے خول کو مکروہ سمجھتا ہوں۔

(کتاب الجامع، ص ۲۳۷)

امام قرطبی مالکی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۶۷۱ھ) نے بھی اس مسئلہ پر تفصیلی گفتگو فرماتے ہوئے لکھتے ہیں: امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: بیماروں کے گلے میں بطور تبرک ان تَعْوِیْذات کے ڈالنے میں کوئی حرج نہیں ہے جن میں اللہ عزوجل کے اسماء حسنیٰ لکھے ہوئے ہوں بشرطیکہ تَعْوِیْذ لٹکانے والا شخص تَعْوِیْذ لٹکانے میں نَظرِ بَد کی مدافعت کی نیت نہ کرے۔ اس کا مطلب یہ کہ تَعْوِیْذ نزولِ مرض سے پہلے نہ لٹکایا جائے اس قول پر اہلِ علم کی ایک جماعت کا اتفاق ہے ان کے نزدیک صحیح مذہب یہ ہے کہ جانور ہوں یا انسان کسی پر بھی نَظرِ بَد کے لگ جانے کے خوف سے تَعْوِیْذ لٹکانا جائز نہیں لیکن بیماری کے لگ جانے کے بعد اسماءِ الٰہیہ یا قرآنی تَعْوِیْذات کا بیماری سے بری اور شفاء یاب ہونے کی غرض سے لٹکانا جائز ہے اور یہ اس مباح دَم کی طرح ہے جس کی اباحت پر احادیث مبارکہ وارد ہیں جیسا کہ نَظرِ بَد اور دیگر امراض کے بارے میں احادیث موجود ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص نیند میں ڈر جائے تو اسے چاہیے کہ وہ یہ دعا پڑھے:

اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ غَضَبِهٖ وَ سُوْءِ عِقَابِهٖ وَمِنْ شَرِّ الشَّيٰطِيْنِ وَاَنْ يَّحْضُرُوْنَ

(ترجمہ دعاء: میں اللہ تعالیٰ کے غضب اس کی سخت سزا اور شیطانوں کے چمٹ جانے اور ان کی شرارتوں سے اللہ کے کلمات کاملہ سے اس کی پناہ میں آتا ہوں)

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ اپنی بڑی اولاد کو یہ دعا سکھاتے تھے اور چھوٹے بچوں کے گلے میں لکھ کر لٹکاتے تھے۔

جن احادیث میں تعوِیذات کی ممانعت ہے ان کی وضاحت

(۱) اگر کہا جائے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے کوئی چیز لٹکائی اسے اسی چیز کے سپرد کیا جائے گا۔

(۲) اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اپنی اُم ولد پر ایک بندھا ہوا تعوِیذ دیکھا تو اسے سختی کے ساتھ کھینچ کر توڑ دیا اور فرمایا: بے شک ابن مسعود (رضی اللہ عنہ) کی آل شرک سے بیزار ہے پھر فرمایا: بے شک تعوِیذات، دَم اور تِوَلہ شرک ہے پوچھا گیا تِوَلہ کیا چیز ہے؟ فرمایا: جس کے ذریعے اپنے شوہر کی محبت حاصل کی جائے۔

(۳) عقبہ بن عامر الجہنی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سُنا آپ ﷺ نے فرمایا: جو شخص تعوِیذ لٹکائے اللہ اس کی مراد پوری نہ فرمائے اور جو شخص گھونگا لٹکائے اللہ اس کی تکلیف کو دور نہ کرے۔

خلیل بن احمد کہتے ہیں: تعوِیذ اس پٹے کو کہتے ہیں جس میں تعوِیذ ہو اور (وَدَعَۃ) کوڑی یا گھونگے کو کہتے ہیں ابو عمرو فرماتے ہیں کلامِ عرب میں تعوِیذ (قِلادۃ) (تعوِیذ کا پٹہ یا دوڑی) کو کہا جاتا ہے اور اہلِ علم کے نزدیک اس کا مطلب یہ ہے کہ نظرِ بَد یا کوئی بیماری جو ابھی نہ لگی ہو اور جس کے لگنے یا نہ لگنے کا کوئی علم نہ ہو اس کے خوف کی وجہ سے گردن میں جو پٹا لٹکایا جائے وہ تعوِیذ ہے۔

علامہ قرطبی فرماتے ہیں: یہ تمام احادیث ان امور سے ڈرانے کے لئے ہیں جنہیں اہلِ جاہلیت کیا کرتے تھے۔ یعنی پٹے اور گھونگے لٹکاتے تھے اور گمان یہ کرتے تھے کہ یہ چیزیں انہیں بیماری کے لگنے سے محفوظ رکھیں گی اور ان سے مصائب کا رخ پھیر دیں گی جبکہ مصائب و آلام کا رُخ پھیر دینا اللہ تعالیٰ کا کام ہے اور عافیت

دینے والا اور بیماری میں مبتلا کرنے والا صرف اللہ ہی ہے اس کا کوئی شریک نہیں لہٰذا اس لئے رسول اللہ ﷺ نے جاہلیت کی رسم سے منع فرمادیا۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے قول کی وضاحت

اور جو حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول ہے تو اس سے مراد یہ ہے کہ ان کے نزدیک وہ چیز مکروہ ہے جو قرآن کے علاوہ ہو اور کاہنوں، نجومیوں سے لی گئی ہو کیونکہ قرآن سے شفاء حاصل کرنا تعویذ لٹکانے کے ساتھ ہو یا تعویذ لٹکائے بغیر ہو کسی صورت میں بھی شرک نہیں۔

اور حضور اکرم ﷺ کا یہ فرمان کہ جس شخص نے کوئی چیز لٹکائی وہ اسی کے سپرد کیا جائے گا تو اس میں احتیاط یہ ہے کہ جو شخص قرآن کریم کا تعویذ لٹکائے اسے چاہیے کہ وہ اپنی بیماری یا اپنے معاملہ کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کردے کیونکہ وہی ذات ہے جس کی طرف رغبت کی جاتی ہے اور وہی ذات بزرگ و برتر ہے جس پر توکل کیا جاتا ہے لہٰذا قرآن کے ذریعے شفاء حاصل کرنے میں بھی توکل اسی پر ہوگا اور حضرت ابن المسیب رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا کہ کیا تعویذ لٹکانا جائز ہے؟ آپ نے فرمایا: تعویذ جب کسی ڈبیہ میں محفوظ ہو یا اس پر کوئی چیز لپیٹ دی جائے تو کوئی حرج نہیں۔ (امام قرطبی فرماتے ہیں:) یہ تب جائز ہے جب اس میں قرآن لکھا ہوا ہو۔

حضرت ضحاک سے منقول ہے کہ وہ اس چیز میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے جو قرآن کریم سے لی گئی ہو اور اسے کوئی شخص اپنے گلے میں لٹکائے بشرطیکہ جماع کے وقت اور بیت الخلاء میں جاتے وقت اتار دے اور امام ابو جعفر محمد بن علی رضی اللہ عنہ نے بچوں کے گلے میں تعویذ لٹکانے کی اجازت دی ہے اور امام ابن سیرین رحمۃ اللہ

علیہ اس چیز میں کوئی قباحت نہیں سمجھتے تھے جو قرآن سے حاصل کی گئی ہو اور اسے کوئی انسان لٹکائے۔ (الجامع لاحکام القرآن، ج ۱۰ ص ۲۷۸)

امام ابن ابی شیبہ نے ان اقوال پر ایک عنوان قائم کیا ہے جس کا نام ہے

مَنْ رَخَّصَ فِی تَعْلِیْقِ التَّعَاوِیْذِ

یعنی وہ لوگ جنھوں نے تعوِیذات کے لٹکانے کی اجازت دی ہے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ، ج ۵ ص ۴۲)

معلوم ہوا کہ اہلِ جاہلیت جن قلادے، کوڑیاں، سپیاں اور گھونگے وغیرہ ہیں لٹکاتے تھے اُن کے لٹکانے میں ان کا عقیدہ یہ ہوتا تھا کہ یہ اشیاء ازخود مصیبت کو دفع کرتی ہیں۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْن : اہلِ اسلام قطعاً یہ چیزیں نہیں لٹکایا کرتے وہ اگر تعوِیذ بناتے ہیں تو اس میں قرآن لکھا ہوتا ہے یا اسماء الٰہیہ اور اس میں بھی ان کی نیت یہ ہوتی ہے کہ شفاء من جانب اللہ ہے۔ مسلمانوں کے بارے میں اس کے سوا کچھ اور سوچنا یہ بدگمانی ہے۔

امام ابوعبداللہ محمد بن محمد العبدری الفاسی المالکی المعروف بابن الحاج رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مشہور کتاب (المدخل : جو کہ ردّ بدعات کے موضوع پر ہے) میں تعوِیذات کی تمام اقسام پر بحث فرمائی ہے جس میں آپ نے قرآن اور ذکر الٰہی پر مشتمل تعوِیذوں کے لٹکانے کو جائز قرار دیا ہے۔

(المدخل لابن الحاج مالکی : ج ۴ ص ۳۲۷)

تعویذ لٹکانے کے بارے میں فقہاء حنبلیہ کا نظریہ

علماء حنابلہ کا نظریہ پیش کرنے کے لئے یہاں صرف ابن قیم حنبلی کا نظریہ پیش کیا جارہا ہے علامہ ابنِ قیم علامہ ابنِ تیمیہ کے شاگرداور پیروکار ہیں۔ یہ لوگ خود بھی تعوِیذ لکھتے رہے لکھ کر پیتے اور پلاتے رہے اور لٹکاتے رہے نیز یہ لوگ جن بھی نکالتے رہے غرضیکہ ہر طرح کی بیماری کے دَم کرتے رہے اور تعوِیذ دیتے رہے کوئی اس بات کا حوالہ دیکھنا چاہے تو ابنِ قیم کی کتاب (الطب النبوی) اور (زاد المعاد) کی چوتھی جلد اور فتاویٰ ابن تیمیہ کے اس مقام کو بغور پڑھے کہ یہ کام کوئی بدعت یا شرک نہیں ہے۔

ابن قیم الجوزی حنبلی (متوفی ۷۵۱ھ) نے لکھا ہے:

امام مروزی کہتے ہیں کہ امام احمد بن حنبل کے سامنے بیان کیا گیا اور میں نے سنا ابو المنذ رعمرو بن مجمع نے کہا کہ ہمیں یونس بن حبان نے بتایا کہ میں نے ابو جعفر محمد بن علی (امام باقر رضی اللہ عنہ) سے پوچھا کہ تعوِیذ لٹکانا جائز ہے؟ فرمایا: اگر تعوِیذ کتاب اللہ سے ہو یا نبی کریم ﷺ کے کلام سے ہو تو اسے لٹکاؤ اور اس کے ذریعہ جتنا تم سے ہو سکے شفا حاصل کرو۔ میں نے عرض کیا: کیا میں باری کے بخار کے لئے یہ تعوِیذ لکھا کروں؟

بِسْمِ اللّٰهِ ، وَ بِاللّٰهِ ، وَ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ يَا نَارُ كُوْنِىْ بَرْداً وَسَلاماً عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَ اَرَادُوْا بِهٖ كَيْدًا فَجَعَلْنٰهُمُ الْاَخْسَرِيْنَ اَللّٰهُمَّ رَبَّ جِبْرِيْلَ وَ مِيْكَائِيْلَ وَ اِسْرَافِيْلَ

اِشۡفِ صَاحِبَ هٰذَا الۡکِتَابِ بِحَوۡلِکَ وَ قُوَّتِکَ وَ جَبَرُوۡتِکَ اِلٰهُ الۡحَقِ اٰمِیۡن

آپ نے فرمایا: جی ہاں۔

امام مروزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کو میرے بارے میں معلوم ہوا کہ اسے بخار ہے تو آپ نے میرے لئے یہی تعوِیذ لکھ کر بھیجا۔

اس کے بعد ابن قیم نے لکھا ہے کہ امام احمد نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا وغیرھا (یعنی دیگر صحابہ کرام علیہم الرضوان) کے بارے میں ذکر کیا ہے کہ وہ تعوِیذ کے مسئلے میں نرم نظریہ رکھتے تھے حرب کہتے ہیں امام احمد بھی اس مسئلے میں سخت نہیں تھے۔

امام احمد سے وقوع مصیبت کے بعد تعوِیذات لٹکانے کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا: مجھے امید ہے کہ اس میں کوئی حرج نہیں خلال فرماتے ہیں کہ ہمیں عبد اللہ بن احمد نے بتایا کہ میں نے اپنے والد صاحب کو دیکھا کہ انہوں نے گھبراہٹ والے اور بخار والے شخص کے لئے نزولِ تکلیف کے بعد تعوِیذ لکھا۔

اس کے بعد ابن قیم نے چند بیماریوں کے لئے تعوِیذات لکھ کر لٹکانے وغیرہ کا ذکر کیا اور بحث کو سمیٹتے ہوئے کہا:

وَ کُلُّ مَاتَقَدَّمَ مِنَ الرُّقٰی فَاِنَ کِتَابَتَه فَنَفۡعَهٗ

جتنی دعائیں ذکر ہوئیں ان کا تعوِیذ لکھنا بھی نافع ہے۔

(زاد المعاد ھدی خیر العباد، ج۴ص۳۲۶)

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

شیخ فرماتے ہیں: اور ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ دَم، تعوِیذ اور تِوَلہ شرک ہے تو اس سے ان کی مراد وہ دَم اور تعوِیذات ہیں جو عربی زبان میں نہ ہوں اور ان کے بارے میں یہ معلوم نہ ہو سکے کہ وہ کیا ہیں۔

(السنن الصغریٰ للبیہقی، ج۲ص۴۲۳)

ہر قسم کے دَم، تعوِیذات، تِوَلہ کے بارے میں امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کے شیخ کے فیصلے کے بعد کسی قسم کا شبہ باقی نہیں رہنا چاہیے تاہم مکمل تسلی اس حدیث کے الفاظ کی مزید تشریح سے ہوگی جو کہ فقہاء احناف کے نظریئے میں اِن شاءَ اللہ تعالیٰ بیان ہوگی۔

تعوِیذ لٹکانے کے بارے میں ابنِ تیمیہ کا نظریہ

ابنِ تیمیہ لکھتے ہیں:

وَیَجُوزُ اَنْ یُّکْتَبَ لِلْمَصَابِ وَغَیْرِہٖ مِنَ الْمَرْضٰی شَیْئًا مِّنْ کِتَابِ اللہِ وَذَکَرَہٗ بِالْمِدَادِ الْمُبَاحِ وَیُغْسَلَ وَیُسْقٰی کَمَانَصّ عَلٰی ذٰلِکَ اَحْمَدَ وَغَیْرُہٗ

اور جائز ہے کہ مصیبت زدہ اور دوسرے مریضوں کے لئے اللہ کی کتاب اور اس کے ذکر سے مباح روشنائی سے تعوِیذ لکھا جائے اور اسے دھویا اور پلایا جائے جیسا کہ امام احمد اور دیگر علماء نے اس کی تصریح فرمائی ہے۔

(مجموعۃ الفتاوی لابن تیمیۃ، ج۱۹ص۳۷)

اس کے بعد تنگیٔ ولادت کے دو تعوِیذ لکھے ہیں: جو ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں۔

دو طریقے اور بھی لکھے ہیں۔ ایک یہ کہ اس پانی کو ناف کے اوپر چھڑکا جائے اور تیسرا طریقہ یہ ہے: علی بن حسین بن شقیق کہتے ہیں کہ یہ تعْوِیذ کاغذ میں لکھا جائے پھر عورت کے بازو میں باندھا جائے۔علی نے کہا: ہم نے اس کو آزمایا تو اس سے عجیب چیز کوئی نہ پائی، پھر جب بچہ پیدا ہو جائے تو تعْوِیذ فوراً اتار کر محفوظ کیا جائے یا جلا دیا جائے(مجموعۃ الفتاوی لابن تیمیۃ، ج۱۹ص ۳۷)

تعْوِیذ لٹکانے کے بارے میں فقہاء حنفیہ کا نظریہ

تمیمہ اور تعْوِیذ میں فرق

حضرت علامہ مولانا علی بن سلطان محمد القاری الحنفی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۰۱۴ھ) تمیمہ کی توضیح میں لکھتے ہیں:

تمائم، تمیمہ کی جمع ہے اور یہ وہ تعْوِیذ ہے جو بچے پر لٹکایا جاتا ہے۔امام قرطبی نے اسے مطلق رکھا لیکن انصاف یہ ہے کہ اسے مقید کیا جائے کہ جس میں اسماء اور آیاتِ الٰہیہ اور ماثورہ دعائیں نہ ہوں وہ تمیمہ ہے اور کہا گیا ہے کہ یہ وہ پتھر اور کوڑیاں ہیں: جنہیں مشرکین عرب اپنے بچوں پر نظرِ بد سے بچاؤ کے لئے لٹکاتے تھے اور یہ باطل ہے پھر اہلِ لغت نے اس کو (معنوی) وسعت دی حتی کہ ہر تعْوِیذ کو تمیمہ کہا جانے لگا اس کو بعض شارحین نے ذکر کیا اور یہ بہترین کلام اور مستحسن تحقیق ہے۔(مرقاۃ شرح مشکوٰۃ، ج۸ص ۳۱۸)

مولانا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کی اس تحقیق سے معلوم ہوا کہ اصل میں (تمیمہ) وہ ہے جس میں اسماءِ الٰہیہ، قرآنی آیات اور ماثورہ دعائیں نہ ہوں۔ دوسرا

قول یہ ہے کہ یہ وہ پتھر اور کوڑیاں ہیں جنہیں مشرکین عرب اپنے بچوں کے گلے میں اس ارادہ سے لٹکاتے تھے کہ نظرِ بد دفع ہو۔

یہ تمیمہ تھا لیکن بدلتے حالات کے پیش نظر اب تَعوِیذات کو بھی تمیمہ کہا جانے لگا ہے مگر اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ غلط العام کے باعث جائز عمل کو بھی ناجائز کہہ دیا جائے۔ جسطرح لفظِ منتر اور گنڈا کا استعمال جادو اور ناجائز ٹونوں اور ٹوٹکوں پر ہوتا ہے لیکن عوام الناس نے جائز تَعوِیذات کو بھی منتر اور گنڈا کہنا شروع کر دیا اسی وجہ سے بعض علماء نے قرآنی تَعوِیذات پر (منتر) اور گنڈا کا اطلاق کر دیا۔

امام مناوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

تمائم تمیمہ کی جمع ہے اسکی اصل وہ سیپیاں ہیں جنہیں اہلِ عرب بچوں کے گلے میں نظرِ بد کے دفاع کے لئے لٹکاتے تھے اور ان میں تاثیر کا اعتقاد رکھتے تھے اور تقدیر کو ٹالنے کا ارادہ رکھتے تھے یہ اعتقاد زمانہ جاہلیت میں تھا۔

پس اس میں وہ تَعوِیذ داخل نہیں جن میں اللہ عزوجل کے اسماء اور اس کا کلام ہو اور نہ اس میں وہ شخص داخل ہے جو انہیں ذکرِ الٰہی سے برکت حاصل کرتے ہوئے اور اللہ تعالیٰ کو مشکل کشا جانتے ہوئے لٹکائے۔

(فیض القدیر، ج۴ص۳۷۷)

اس مختصر فرق سے یہ بات واضح ہوگئی کہ قرآن وسنّت نبویہ اور معروف (صحیح الفاظ و معنی والے کلمات) کلام سے لکھے ہوئے تَعوِیذات کا لٹکانا جائز ہے اور تمیمہ اس سے الگ چیز ہے۔

تعویذ لٹکانا نزولِ بلاء سے قبل یا بعد دونوں صورتوں میں جائز ہے

تمام اہلِ اسلام کا یہ عمل چلا آرہا ہے کہ وہ نزولِ بلاء سے قبل بھی تعویذات لٹکاتے ہیں۔

علامہ شہاب الدین سید محمود آلوسی حنفی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۲۷۰ھ) لکھتے ہیں:

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: مریضوں کے گلے میں بطورِ تبرک ان تعویذات کے لٹکانے میں کوئی حرج نہیں جن میں اسماءِ الٰہی ہوں۔ اور نزولِ بلاء کے بعد تعویذ لٹکانے میں کوئی حرج نہیں کیونکہ اس میں کشادگی اور شفاء کی امید ہے۔

سعید بن مسیّب رضی اللہ عنہ کے نزدیک قرآن کریم سے لکھا ہوا تعویذ کسی چیز میں محفوظ کر کے لٹکانا جائز ہے اور اس میں آپ نے نزولِ تکلیف سے قبل یا بعد کی کوئی قید نہیں لگائی امام باقر رضی اللہ عنہ نے بچوں کے گلے میں تعویذ لٹکانے کو مطلقاً جائز رکھا ہے اور امام ابن سیرین رضی اللہ عنہ اس چیز کے لٹکانے میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے جو قرآن کریم سے لی گئی ہو اور اسے کوئی لٹکائے اور اس طریقہ پر تمام نئے اور پرانے لوگ چلے آرہے ہیں۔ (روح المعانی، ج ۸ ص ۱۳۹)

ابن قیم نے کئی دعاء ماثورہ نقل کرنے کے بعد لکھا ہے کہ یہ تمام دعائیں جن کی منفعت اور حاجت کا اندازہ معلوم ہو چکا ہے یہ سب نظرِ بد کو روکتے بھی ہیں اور نظرِ بد لگ جانے کے بعد اس کو دفع بھی کرتے ہیں ان کا اثر اتنا ہوتا ہے جتنا ان کے پڑھنے والے کا ایمان، اس کی قوتِ نفس، قوتِ توکُّل اور دل کا ثبات قوی ہوتا ہے یہ دعائیں ہتھیار ہیں اور ہتھیار صرف اس شخص کے لئے ہوتا ہے جو چلانا جانتا ہو۔

دوسرے مقام پر لکھا ہے کہ دَم اور تَعْوِیْذ صحت کے محافظ بھی ہیں اور مرض کو زائل کرنے والے بھی ہیں۔ (زادالمعاد، ج۴ص۱۶۸)

حافظ الدنیا امام ابن حجر عسقلانی شافعی رحمۃ اللہ علیہ بھی اس نظریہ کے قائل ہیں کہ بیماری سے پہلے دَم کرانا یا تَعْوِیْذ لٹکانا حفظِ ماتقدُّم کے طور پر جائز ہے آپ فرماتے ہیں: ہر حال میں دَم اور تَعْوِیْذ جائز ہے۔

تَعْوِیْذ لٹکانے کے بارے میں علماء دیوبند کا نظریہ

علامہ زکریا سہارنپوری (متوفی ۱۴۰۲ھ) فتاوی شامی، ج۹ صفحہ ۴۴۳ کی عبارت کو دلیل بناتے ہوئے لکھتے ہیں:

قرآن سے حصول شفاء کے طریقوں میں اختلاف کیا گیا ہے کہ مریض یا ڈَسے ہوئے پر سورۂ فاتحہ پڑھی جائے یا کسی ورق میں لکھی جائے اور اسے مریض پر لٹکایا جائے یا کسی پلیٹ میں لکھا جائے اور اسے دھو کر پلایا جائے۔ نبی کریم ﷺ سے منقول ہے کہ آپ خود دَم فرمایا کرتے تھے اور آج تک لوگوں کا عمل جواز پر ہے اور اس میں احادیث وارد ہیں اور اس میں بھی کوئی حرج نہیں کہ جنبی اور حیض والی عورت تَعْوِیْذ کو بازو (وغیرہ) پر باندھے جبکہ تَعْوِیْذ موم جامہ کیا ہوا ہو۔

(اوجز المسالک، ج۱۴ص۳۷۳)

عالم دیوبند مفتی محمد شفیع لکھتے ہیں:

آیاتِ قرآن پڑھ کر مریض پر دَم کرنا اور تَعْوِیْذ لکھ کر گلے میں ڈالنا اَمراض کے لئے بھی شفاء ہوتا ہے، روایات اس پر شاہد ہیں۔

مزید لکھا کہ آیاتِ قرآن کے ذریعہ مریضوں کا علاج کرنا، لکھ کر گلے میں

ڈالنا ثابت ہے۔(معارف القران، ج۵ص۵۲۲)

تعویذ لٹکانے کے بارے میں غیر مقلدین کا نظریہ

علامہ وحید الزماں ''سنن ابی داوٗد'' کی پہلی حدیث کے تحت لکھتے ہیں:

منتر، گنڈا جب شرک ہوگا کہ ان کو بالاستقلال موٗثر (خود اثر کی صلاحیت رکھنے والا) جانے لیکن وہ تعویذ جس میں اسماء الٰہی ہوں اس کا لٹکانا بچوں کو درست ہے۔(حاشیہ سنن ابی داوٗد، ج۳ص۲۰۰)

تعویذ لٹکانے کی اصل

حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ لکھتے ہیں:

عمرو بن شعیب بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں چند کلمات سکھائے، جنہیں ہم نیند میں گھبراہٹ سے بچنے کے لئے سوتے وقت پڑھا کرتے تھے، وہ کلمات یہ ہیں:

اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّامَّۃِ مِنْ غَضَبِہٖ وَ سُوْءِ عِقَابِہٖ وَشَرِّ عِبَادِہٖ وَمِنْ ھَمَزَاتِ الشَّیٰطِیْنِ وَاَنْ یَّحْضُرُوْنَ

(ترجمہ دعاء: میں اللہ تعالی کے غضب اس کی سخت سزا اور شیطانوں کے چمٹ جانے اوران کی شرارتوں سے اللہ کے کلمات کاملہ سے اس کی پناہ میں آتا ہوں)

عمرو بن شعیب کہتے ہیں: حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ اپنی بالغ اولاد کو یہ دعاء سکھاتے تھے تاکہ وہ سوتے وقت پڑھا کریں اور چھوٹے بچے جن کو یہ کلمات یاد نہیں ہو سکتے تھے ان کے لئے لکھ کر ان کے گلے میں لکھ کر لٹکاتے تھے۔

امام احمد کے علاوہ یہ حدیث شریف امام بخاری ، امام ترمذی ، امام داؤد امام ابن ابی شیبہ، امام حاکم ، امام بیہقی ، امام ابن السنی ، امام ابوالولید، الباجی ، امام بغوی ، امام نووی ، امام تبریزی ، امام ذھبی ، امام منذری ، امام موفق الدین بغدادی ، امام ابن حجر عسقلانی ، امام عینی ، امام فخر الدین رازی ، حافظ ابن کثیر، ابن تیمیہ، ابن قیم بھی روایت کی ہے۔

تَعوِیذات کی تاثیر کے منکروں کو جواب

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: تَعوِیذات اسماء الٰہی وکلامِ الٰہی وذکرِ الٰہی سے ہوتے ہیں ان میں اثر نہ ماننے کا جواب وہی بہتر ہے جو حضرت شیخ ابوسعید الخیر قدس سرہ العزیز نے ایک ملحد کو دیا جس نے تَعوِیذات کے اثر میں کلام کیا حضرت قدس سرہ نے فرمایا : تو عجیب گدھا ہے وہ دنیوی بڑا مغرور تھا یہ لفظ سنتے ہی اس کا چہرہ سُرخ ہوگیا اور گردن کی رگیں پھول گئیں اور بدن غلیظ سے کانپنے لگا اور حضرت سے اس فرمانے کا شاکی ہوا فرمایا میں نے تمہارے سوال کا جواب دیا ہے گدھے کے نام کا اثر تم نے مشاہدہ کرلیا کہ تمہارے اتنے بڑے جسم کی کیا حالت کردی لیکن مولیٰ عزوجل کے نام پاک میں اثر سے منکر ہو۔

(فتاوی رضویہ، ج ۲۴ ص ۲۰۶)

مذکورہ تمام روایتوں سے یہ بات بالکل واضح ہوگئی کہ تَعوِیذ لکھنا، لکھوانا، پہننا، پہنانا، یا باندھنا اور لٹکانا سب جائز ہے اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں مسائل کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین بِجاہِ النَّبِیِّ الاَمین)

نجومیوں اور جعلی عاملوں کے پاس جانے کا حکم

61.jpg

نجومیوں اور جعلی عاملوں کے پاس جانے کا حکم

فی زمانہ ایک تعداد ہے جو نجومیوں اور جعلی عاملوں کے پاس چکر لگاتے فال نکلواتے، مستقبل کی باتیں معلوم کرتے، ہاتھ کی لکیروں میں قسمت ڈھونڈتے نظر آتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو مندرجہ ذیل دو روایتوں سے درس حاصل کرنا چاہیے۔

فال اور مستقبل کے متعلق جاننے کا حکم

(۱) حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص فال نکلوائے، کہانت (علمِ غیب کا دعویٰ کرے) یا غیب معلوم کرنے کی کوشش کرے، جو شخص جادو کرے یا کروائے اور جو شخص گرہیں باندھے اور جو شخص کاہن (علمِ غیب کے مدعی) کے پاس آئے پھر جو کچھ وہ کہے یہ اس کی تصدیق کرے تو اس نے چیز کا انکار کردیا جو محمد ﷺ پر اتاری گئی۔

(سنن ترمذی، رقم الحدیث،۱۳۵، الدرالمنثور، ج ا ص ۲۵۰)

اس کے علاوہ یہ حدیث سنن ابی داؤد، مسند احمد، مستدرک للحاکم، مشکوٰۃ المصابیح میں بھی موجود ہے۔

چالیس دن کی نماز غیر مقبول

(۲) سیّدہ حفصہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص نجومی کے پاس جائے پھر اس سے کسی چیز کے بارے میں دریافت کرے تو چالیس دن تک اس کی نماز قبول نہیں کی جاتی۔ (صحیح مسلم، رقم الحدیث،۵۸۲۱)

مفسر شہیر حکیم الامت مفتی احمد یار خان رحمۃ اللہ علیہ الحنان مشکوٰۃ شریف میں درج ''صحیح بخاری'' کی ایک حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں: غالباً یہاں طیرہ

سے مراد بدفالی لینا ہے خواہ پرندے سے ہو یا چرندہ جانور سے یا کسی اور چیز سے کیونکہ بدفالی مطلقاً ممنوع ہے قرآن مجید میں تطیر اور طائر بمعنی بدفالی آیا ہے۔ ربّ تعالیٰ فرماتا ہے: قَالُوْٓا اِنَّا تَطَيَّرْنَا بِكُمْ. اور دوسرے مقام پر فرمایا: قَالُوْا طَآئِرُكُمْ مَّعَكُمْ۔ مقصد یہ ہے کہ اسلام میں بدفالی کوئی شئے نہیں کسی چیز سے بدفالی نہ لو۔

(مراۃ المناجیح، ج۶ ص۲۵۶)

عرب لوگ جب کسی کام کا قصد کرتے یا کسی جگہ جاتے تو پرندہ یا ہرن کو بھاگنے پر مجبور کرتے اور جب وہ دائیں طرف بھاگتا تو اسے مبارک جانتے اور نیک فال لیتے اور اور اگر بائیں طرف بھاگتا تو اسے منحوس جانتے اور اس کام سے ناامید ہوجاتے اور اس کام سے باز رہتے۔

صاحبِ شریعت ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''ولا طیرۃ'' یعنی اس طرح کی فال میں اچھے و برے، نفع و نقصان کی کوئی تاثیر نہیں اور اس عقیدے کو باطل قرار دیا۔

ہم پر لازم ہے کہ ہم خود بھی ایسے عقائدِ باطلہ اور افعالِ قبیحہ سے بچیں اور اپنے اہل و عیال کو اس سے بچائیں اور قرآن کریم کی اس آیت پر عمل کرنے والے بن جائیں:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَ اَهْلِيْكُمْ نَارًا

اے ایمان والو اپنی جانوں اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے بچاؤ۔

(پارہ ۲۸ سورۂ تحریم، آیت ۶)

اور ہر کام شریعت کے مطابق کرنے کا پختہ ارادہ فرمالیں ان شاءاللہ عزوجل جہاں آسانیاں ہوں گی وہاں ہماری تمام حاجات کو اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے پورا فرمادے گا۔

64.jpg

دَم کی تعریف

دَم کرنے سے متعلق متعدد احادیث موجود ہیں جن میں (تَفْلٌ) اور (نَفْثٌ) کے الفاظ آئے ہیں۔ان سے کیا مراد ہے آیئے پڑھتے ہیں۔

علامہ ابن منظور افریقی لکھتے ہیں:

(تَفْلٌ) کی تعریف

(تَفْلٌ) منہ سے پھونک مارنے کو کہتے ہیں اس کے ساتھ کچھ لعاب دہن کی آمیزش ہوتی ہے۔

(نَفْثٌ) کی تعریف

اور جو بغیر لعابِ دہن کے فقط پھونک ہو وہ (نَفْثٌ) ہے۔

(لسان العرب، ج۲ ص۳۸)

(نَفْخٌ) کی تعرِیف

جو پھونک بغیر تھوک کے فقط ہوا ہو وہ (نَفْخٌ) ہے۔

یوں سمجھ لیں۔۔۔!

اور اگر پھونک کے ساتھ کچھ تھوک ملایا جائے تو وہ (تَفْلٌ) ہے اور اس سے بھی کم مقدار میں تھوک کی آمیزش ہو تو وہ (نَفْثٌ) ہے، اور جو تھوک کے بغیر فقط ہوا ہو وہ (نَفْخٌ) ہے۔

(رِیْقٌ) کی تعریف

تھوک جب تک منہ کے اندر ہے تو وہ (رِیْقٌ) ہے۔

(بَزْقٌ) کی تعریف

جو تھوک منہ سے مکمل باہر پھینکا جائے تو وہ (بَزْقٌ) ہے۔

امام جوہری لکھتے ہیں:

(تَفْلٌ) (بَزْقٌ) کے مشابہ ہوتی ہے لیکن یہ اس سے بہت ہی کم ہوتی ہے، اول درجہ (بَزْقٌ) ہے، پھر (تَفْلٌ) پھر (نَفْثٌ) پھر (نَفْخٌ) ہے۔

(المصباح للجوہری، ج۲ص ۱۲۳۷)

امام جوہری کی تحقیق سے معلوم ہوتا ہے کہ (نَفْثٌ) اس دَم کو کہا جاتا ہے جس میں کچھ تھوک کی آمیزش ہو۔

امام راغب اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق بھی یہی ہے کہ (نَفْثٌ) میں نہایت قلیل مقدار میں تھوک کی آمیزش ہوتی ہے۔ (المفردات، ج۲ص ۶۴۶)

لسان العرب میں بھی دوسرے مقام پر اسی طرح لکھا ہوا ہے۔

(لسان العرب، ج۱۴ص ۲۲۳)

زاد المعاد میں ہے: (نَفْثٌ) اور (تَفْلٌ) میں منہ کی رطوبت اور ہوا کی برکت سے مدد طلب کرنا ہوتا ہے۔ (ج۴ص ۱۶۴)

دَم کرنے کا سنّت طریقہ

خلاصہ یہ ہے کہ آیاتِ الٰہیہ اور دعائے ماثورہ پڑھ کر دَم کرنے والے کے لئے سنّت طریقہ یہ ہے کہ پھونک کے ساتھ نہایت قلیل مقدار میں منہ کا پانی بھی شامل کرے۔ اسی کو (نَفْثٌ) کہتے ہیں۔

نبیٔ کریم ﷺ کے لعابِ دہن کی شان کا عالَم تو یہ تھا کہ کھاری کنویں اس

کے اثر سے شیریں ہوجاتے ، بیمار شفاء پاتے ، مریض صحت پاتے ، اندھی آنکھیں درست ہوجاتیں،ٹوٹی ہوئی پنڈلیاں جڑ جاتیں تھیں۔

جس سے کھاری کنویں شیرۂ جان بنے
اس زُلالِ حلاوت پہ لاکھوں سلام

دَم کرنے کے ثبوت میں احادیث طیّبات

بعض لوگ لاعلمی کی بناء پر دَم کرنے اور کرانے کے عمل پر اعتراضات کرتے اوراس کوضعیف الاعتقادی قرار دیتے ہیں حالانکہ دَم کرنے کرانے کا عمل اللہ تعالیٰ اوراس کے رسول کریم ﷺ کو پسند ہے۔حضورا کرم ﷺ نے خود دَم کیا اور دَم کرایا اور دَم کرنے کی ترغیب دی۔اب ہم وہ حدیثیں پیش کریں گے جن سے یہ بات واضح ہوجائیگی کہ

(۱) بندوں کا ایک دوسرے کودَم کرنا اللہ تعالی کو پسند ہے۔
(۲) دَم کرنا اور دَم کرانا نبیٔ کریم ﷺ کی سنّت ہے۔
(۳) دَم کرنا وکرانا صحابہ کرام علیہم الرضوان کی سنّت ہے۔

جبرائیل علیہ السلام کا حضورا کرم ﷺ کو دَم کرنا

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام حضورا کرم ﷺ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوئے اورعرض کیا: یا رسول اللہ ! کیا آپ کو تکلیف ہے؟ آپ ﷺ نے ارشادفرمایا : جی ہاں تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا:

بِسۡمِ اللّٰہِ اَرۡقِیۡکَ مِنۡ کُلِّ شَیۡءٍ یُّؤۡذِیۡکَ مِنۡ شَرِّ کُلِّ نَفۡسٍ اَوۡ عَیۡنِ حَاسِدٍ اَللّٰہُ یَشۡفِیۡکَ بِسۡمِ اللّٰہِ اَرۡقِیۡکَ،

اللہ عزوجل کے نام سے آپ پر دَم کرتا ہوں ہر اس بیماری کے لیے جو آپ کو ایذا دیتی ہے اور دوسروں کے شر اور حسد کرنے والوں کی بری نظر سے۔ اللہ عزوجل آپ کو شفا عطا فرمائے۔ میں آپ پر اللہ کے نام سے دَم کرتا ہوں۔

(صحیح مسلم، صفحہ ۲۰۲۱، رقم الحدیث ۶۸۱۲)

بعض روایات میں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ بھی مروی ہے کہ جب بھی حضور اکرم ﷺ کو کوئی تکلیف لاحق ہوتی تو جبرائیل امین علیہ السلام دَم کرنے حاضر ہو جاتے۔ (صحیح مسلم، رقم الحدیث، ۶۶۶۳)

اہلِ علم جانتے ہیں کہ فرشتے بغیر امرِ الٰہی کچھ نہیں کرتے چنانچہ قرآن کریم میں فرشتوں سے متعلق ہے:

وَيَفْعَلُوْنَ مَايُؤْمَرُوْنَ

ترجمہ: (وہی کرتے ہیں جو انہیں حکم دیا جاتا ہے) (پارہ ۲۸، سورۂ التحریم، آیت ۶) دوسرے مقام میں ایک سوال کے جواب میں حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں عرض کیا:

وَمَا نَتَنَزَّلُ اِلَّا بِاَمۡرِ رَبِّکَ

ترجمہ: اور ہم آپ کے ربّ کے حکم سے اترتے ہیں۔

(پارہ ۱۶، سورۂ مریم، آیت ۶۴)

اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو دَم کرنے بھیجا

اسی لئے ایک حدیث پاک میں وضاحت ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ انہیں خود اللہ تبارک وتعالیٰ نے بھیجا ہے: اصل الفاظ یہ ہیں:

اِنَّ رَبَّکَ اَرۡسَلَنِیۡ اِلَیۡکَ لِاَرۡقِیۡکَ

مجھے آپکے ربّ نے آپکی طرف بھیجا ہے تا کہ میں آپ کو دَم کروں۔

(جامع الاحادیث للسیوطی، ج ا ص ۱۸۶)

حضور اکرم ﷺ کا دَم کی اجازت مرحمت فرمانا

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح میں ایک حدیث کو نقل فرمایا:

عَنۡ عَبۡدِ الرَّحۡمٰنِ بۡنِ الاَسۡوَدِ عَنۡ اَبِیۡهِ قَالَ سَأَلۡتُ عَائِشَةَ عَنِ الرُّقۡیَةِ مِنَ الۡحُمَةِ فَقَالَتۡ رَخَّصَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیۡهِ وَسَلَّمَ الرُّقۡیَةَ مِنۡ کُلِّ ذِی حُمَةٍ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے (سانپ و بچھو) کے ڈَسے پر دَم سے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے ہر ڈسنے (کاٹنے) والے جانور سے متعلق دَم کرنے کی اجازت عطا فرمائی۔ (صحیح بخاری، ج ۱۹ ص ۱۸۸)

مسلم شریف کی روایت میں کچھ الفاظ زیادہ ہیں:

عَنۡ عَبۡدِ الرَّحۡمٰنِ بۡنِ الاَسۡوَدِ عَنۡ اَبِیۡهِ قَالَ سَأَلۡتُ عَائِشَةَ عَنِ الرُّقۡیَةِ فَقَالَتۡ رَخَّصَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیۡهِ وَسَلَّمَ

لاَهْلِ بَيْتٍ مِنَ الاَنْصَارِ فِی الرُّقْيَةِ مِنْ كُلِّ ذِی حُمَةٍ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے انصار کے گھر والوں کو ہر ڈسنے والے جانور سے متعلق دم کی اجازت عطا فرمائی۔

(صحیح مسلم، ج ۷ ص ۱۷)

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ رَخَّصَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ اٰلِهٖ وَسَلَّمَ فِی الرُّقْيَةِ مِنَ الْحَيَّةِ وَالْعَقْرَبِ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سانپ اور بچھو کے کاٹنے پر دَم کرنے کی اجازت عطا فرمائی۔

(سنن ابن ماجہ، ج ۱۰، ص ۴۹۱)

حضور اکرم ﷺ کا خود کو دَم فرمانا

اُمُّ المومنین حضرت سیّدنا عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ آرام فرمانے کے لیے بستر پر تشریف لاتے تو دونوں ہاتھوں کو جوڑ کر سورۃ الاخلاص، الفلق اور الناس پڑھ کر دَم کرتے اور بدن اقدس کے جس حصے تک ہاتھ پہنچتے وہاں ہاتھ پھیرتے مگر ہاتھ پھیرنے کی ابتداء سر اور چہرے سے ہوتی اور جسم اقدس کے اگلے حصے سے اور اسی طرح تین مرتبہ یہ عمل کرتے تھے۔

(صحیح البخاری الحدیث ۵۰۱۷، ج ۳، ص ۴۰۷)

اس کے علاوہ یہی حدیث مبارکہ درج ذیل کتب میں بھی موجود ہے۔

(سنن ابی داؤد، رقم الحدیث ۵۰۵۶) (سنن ترمذی، رقم الحدیث

۳۴۰۲)(سنن الکبریٰ للنسائی، رقم الحدیث ۱۰۶۲۴)

بعض احادیث میں سورۂ اخلاص کا ذکر نہیں صرف سورۂ الفلق اور سورۂ الناس کا ذکر ہے۔(صحیح مسلم، رقم الحدیث، ۵۶۷۹)(سنن ابن ماجہ، رقم الحدیث، ۳۵۲۹)

امام سیوطی علیہ رحمۃ لکھتے ہیں کہ امام بطال رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:
معوذات میں ایسی تاثیر ہے جو کسی اور سورت میں نہیں ہے کیونکہ ان میں جادو، حسد، شیاطین کے شر اور وسوسہ وغیرہ سے پناہ ہے۔ (الاتقان، ج ۲ ص ۴۰۰)

حضور اکرم ﷺ کا بیماروں کو دَم کرنا

مذکورہ بالا احادیث میں حضور اکرم ﷺ کا اپنے پر دَم کرنے کا یا آپ پر کسی اور کے دَم کرنے کا ذکر ہوا اور حسبِ ذیل احادیث میں یہ ذکر ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے بذاتِ خود مریضوں پر دَم فرمایا۔
اُمُّ المومنین حضرت سیِّدَ نا عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کے گھر والوں میں سے کوئی بیمار ہوتا تو آپ اس پر سورۂ الفلق اور سورۂ الناس پڑھ کر دَم فرماتے۔(صحیح مسلم، رقم الحدیث، ۵۶۷۸)

حضور اکرم ﷺ نے دَم کے الفاظ سکھائے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ میری عیادت کے لئے تشریف لائے تو ارشاد فرمایا: کیا میں تمہیں ان کلمات سے دَم کروں جنہیں جبرائیل علیہ السلام لے کر آئے؟ میں نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں،

کیوں نہیں؟ تو آپ ﷺ نے تین مرتبہ یہ کلمات ارشاد فرمائے:

دَم کی دعاء

بِسۡمِ اللّٰهِ اَرۡقِيۡکَ وَ اللّٰهُ يَشۡفِيۡکَ مِنۡ کُلِّ دَآءٍ فِيۡکَ مِنۡ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِي الۡعُقَدِ وَ مِنۡ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ

اللہ کے نام سے میں آپکو دَم کرتا ہوں۔ اللہ آپ کو ہر اس بیماری سے شفاء دے جو آپکے اندر ہے گرہوں میں پھونک مارنے والیوں کے شر سے اور ہر حسد کرنے والے کے حسد سے جب وہ حسد کرے۔

(سنن ابن ماجہ، رقم الحدیث، ۳۵۲۴)

حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سورۃ الفاتحہ پڑھ کر کچھ لعاب کی آمیزش سے مجھے دَم فرمایا۔ (المعجم الاوسط، ج ۷ ص ۳۹۰) (الاتقان، ج ۲ ص ۳۹۲) (الدر المنثور، ج ۱ ص ۱۴) (مجمع الزوائد ج ۵ ص ۱۹۴)

غیب دان نبی ﷺ کا دَم کرنے و کرانے سے متعلق رغبت دینا

ابن شہاب زہری بیان کرتے ہیں کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان میں سے کسی شخص کو سانپ نے ڈس لیا تو حضور ﷺ نے فرمایا:

هَلۡ مِنۡ رَاقٍ

(کوئی دَم کرنے والا ہے؟) لوگوں نے کہا: یارسول اللہ ﷺ! آل حزم سانپ کا دَم کیا کرتے تھے جب سے آپ ﷺ نے منع فرمایا ہے انہوں نے دَم کرنا ترک کر دیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: عمارہ بن حزم کو بلاؤ، وہ آئے اور انہوں نے دَم

کے الفاظ آپ کو سنائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ان میں کوئی حرج نہیں انہیں اجازت مرحمت فرمائی اورانہوں نے دَم کیا۔ (زادالمعاد، ج۴ص۱۷۰)

مسلم شریف کی حدیث میں ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: میں اس دَم کے الفاظ میں کوئی حرج نہیں سمجھتا تم میں سے جس شخص سے ہو سکے کہ وہ اپنے بھائی کو نفع پہنچائے تو اسے چاہیے کہ وہ ضرور نفع پہنچائے۔

مَنِ اسۡتَطَاعَ مِنۡكُمۡ اَنۡ يَّنۡفَعَ اَخَاهُ فَلۡيَنۡفَعۡهُ

یعنی تم میں سے جو شخص اپنے مسلمان بھائی کو نفع پہنچا سکے تو پہنچائے۔

(صحیح مسلم، ج۴، ص۱۷۲۶ طبع داراحیاء التراث العربی)

دَم کرنے میں کوئی حرج نہیں

مسلم شریف میں اس سے اگلی حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لَا بَاۡسَ بِالرُّقٰى مَا لَمۡ يَكُنۡ فِيهِ شِرۡكٌ

اس دَم میں کوئی حرج نہیں ہے جس میں شرک نہ ہو۔

(صحیح مسلم، رقم الحدیث، ۵۶۹۲)

اس حدیث مبارک سے معلوم ہوا کہ الفاظ جس زبان کے بھی ہوں اگر ان میں شرک کا شائبہ نہ ہو تو اس سے دَم کرنا کرانا جائز ہے۔

چنانچہ ایک اور حدیث پاک میں ہے: حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مدینہ مقدسہ میں ابو مذکور نامی ایک شخص تھا جو بچھو کے کاٹے ہوئے شخص پر دَم کرتا تو فائدہ پہنچتا تھا۔ حضور اکرم ﷺ نے اس سے فرمایا: اے ابو مذکور! تم کن الفاظ

میں دَم کرتے ہو؟ ہمارے سامنے پیش کرو، انہوں نے یہ کلمات سنائے:

شَجَةٌ قَرْنِيَةٌ مِلْحَةٌ بَحْرٌ قُفْطِى

آپ ﷺ نے فرمایا: ان الفاظ میں کوئی حرج نہیں ہے، تم دَم کیا کرو، یہ مواثیقِ سلیمان علیہ السلام ہیں۔

امام حکیم ترمذی اور امام عسقلانی علیہما الرحمۃ فرماتے ہیں کہ ''یہ لغتِ حمیریہ کے الفاظ ہیں۔ (نوادر الاصول، ج ا ص ۲۶۹)

غیب دان نبی ﷺ کا دَم سیکھنے اور سکھانے سے متعلق رغبت دینا

حضرت شفاء بنت عبداللہ رضی اللہ عنہما فرماتی ہیں کہ حضور اکرم ﷺ تشریف لائے میں اس وقت سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس موجود تھی آپ ﷺ نے فرمایا:

اَلَآ تَعَلَّمِيْنَ هٰذِهِ الرُّقْيَةَ النَّمْلَةَ كَمَا عَلَّمْتِيْهَا الْكِتَابَةَ

کیا تم اس (حضرت حفصہ) کے پہلو کے پھوڑے کا دَم نہیں سکھاتیں؟ جیسا کہ تم نے اس کو لکھنا سکھایا ہے۔ (مسند احمد، رقم الحدیث ۲۷۶۳۵) (سنن ابی داوٗد، رقم الحدیث، ۳۸۸۷)

بعض احادیث میں استفہام کی بجائے امر کے الفاظ ہیں:

عَلِّمِيْهَا حَفْصَةَ

یہ دَم حفصہ کو سکھادو۔ (سنن الکبریٰ للنسائی، رقم الحدیث، ۷۵۴۲) (مجمع الزوائد، رقم الحدیث، ۸۴۵۱)

قرآن کریم کی رو سے نظرِ بد کا ثبوت اور اس پر دَم کرانے کا حکم

نظرِ بد کا لگنا قرآن وسنّت سے ثابت ہے۔ قرآن کریم میں ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی جب کنعان سے مصر کی طرف جانے لگے تو انہیں ان کے والد حضرت یعقوب علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

وَقَالَ يٰبَنِیَّ لَا تَدْخُلُوْا مِنْۢ بَابٍ وَّاحِدٍ وَّادْخُلُوْا مِنْ اَبْوَابٍ مُّتَفَرِّقَةٍ ؕ وَمَآ اُغْنِیْ عَنْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ شَیْءٍ ؕ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ؕ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ ۚ وَعَلَيْهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ

اور کہا اے میرے بیٹو ایک دروازے سے نہ داخل ہونا اور جدا جدا دروازوں سے جانا میں تمہیں اللہ سے بچا نہیں سکتا حکم تو سب اللہ ہی کا ہے میں نے اسی پر بھروسہ کیا اور بھروسہ کرنے والوں کو اسی پر بھروسہ چاہئے۔

(پارہ ۱۳ سورۂ یوسف، آیت ٦٧)

اسی طرح پارہ ۲۹ سورۂ قلم کی آیت ۵۱ میں بھی ایک تفسیر کے مطابق نظر بد کا ذکر ہے اور کتب حدیث تو نظر بند کے ذکر سے بھری پڑی ہیں۔

نظرِ بد کا لگنا برحق ہے

چنانچہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

اَلْعَيْنُ حَقٌّ وَ نَهٰی عَنِ الْوَشْمِ

نظرِ بد کا لگنا برحق ہے اور آپ نے غور سے دیکھنے (گھورنے) سے منع فرمایا۔ (صحیح بخاری، رقم الحدیث، ۵۷۳۸)

اس کے علاوہ یہ حدیث صحیح مسلم، سنن ابی داؤد، سنن ترمذی، مسند احمد، مسند بزار، مسند ابی یعلیٰ، المعجم الکبیر میں بھی موجود ہے۔

نظرِ بد، ڈنک، پھوڑے، پھنسیوں میں دَم کی اجازت

امام مسلم بن حجاج نیشاپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ "صحیح مسلم" میں فرماتے ہیں:

عَنْ اَنَسٍ قَالَ رَخَّصَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الرُّقْيَةِ مِنَ الْعَيْنِ وَالْحُمَّةِ وَالنَّمْلَةِ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نظرِ بد، ڈنک اور پھوڑے پھنسیوں کی صورت میں دَم کروانے کی اجازت دی۔

(صحیح مسلم، ج۴، ص۱۷۲۵ طبع داراحیاء التراث العربی)

ہر مرض میں دَم کی اجازت عام ہے

مُحَقِّق عَلَی الِا طلاق، حضرت علامہ شیخ عبدالحق محدّث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ "اشعۃ اللمعات" (فارسی) ج۳ ص۵۴۶ پر اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

یاد رہے کہ تمام بیماریوں اور تکلیفوں میں دَم کرنا جائز ہے صرف ان تین کے ساتھ مخصوص نہیں، خاص طور پر ان کے ذکر کی وجہ یہ ہے کہ دوسری بیماریوں کی نسبت ان تین میں دَم زیادہ مناسب اور مفید ہے۔

حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کو دَم کرنے کی اجازت

حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ کے رضاعی بھائی (حضرت جعفر رضی اللہ عنہ) کی اولاد کو نظر بہت لگتی ہے کیا میں ان پر کیا دَم کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں اگر کوئی چیز تقدیر پر سبقت کر سکتی تو نظرِ بَد کرتی۔ (سنن ترمذی، رقم الحدیث ۲۰۵۹)

اس کے علاوہ یہ حدیث مبارک: سنن ابن ماجہ، مسند احمد، مسند الحمیدی، مصنف ابن ابی شیبہ، شرح السنۃ، میں بھی موجود ہے۔

حضرت سیّدنا عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت

اُمُّ المومنین حضرت سیّدنا عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے مجھے یا مطلقاً حکم فرمایا کہ نظرِ بَد کا دَم کرایا جائے۔

(صحیح بخاری، رقم الحدیث، ۵۷۳۸)

اس کے علاوہ یہ حدیث: صحیح مسلم، سنن الکبریٰ للنسائی، سنن ابن ماجہ، مستدرک للحاکم، مسند احمد، سنن الکبری للبیہقی، میں بھی موجود ہے۔

امام محمد بن عیسیٰ ترمذی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ''سنن ترمذی'' میں فرماتے ہیں:

حضرت سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضرت سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ جنّات اور انسانوں کی نظر سے پناہ مانگا کرتے تھے حتّٰی کہ سورۃ الفلق والناس نازل ہوئیں پھر آپ ﷺ نے ان کو اختیار فرمالیا اور ان کے ماسوا کو چھوڑ دیا۔ (سنن ترمذی، ج ۴ ص ۱۳ طبع دار الفکر بیروت)

نظرِ بد سے چہرے کا خراب (چھائیاں) ہونا اوران کا دَم

حضرت اُمُّ المومنین حضرت سیّدنا اُمِّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ نبیِ کریم ﷺ نے اپنے گھر میں ایک بچی کو دیکھا اس کے چہرے کا رنگ متغیر ہو رہا تھا۔ (یعنی سرخی مائل، سیاہ یا زرد ہو رہا تھا، عام طور پر اس صورت حال کو چھائیوں سے تعبیر کیا جاتا ہے بہر کیف اس کے چہرے کی اصل رنگت بدلی ہوئی تھی) آپ ﷺ نے فرمایا: اس پر دَم کرو کیونکہ اس کو نظر لگی ہوئی ہے۔

(صحیح بخاری، رقم الحدیث، ۵۷۳۹)

اس کے علاوہ یہ حدیث: ''صحیح مسلم، مستدرک للحاکم، مسند ابی یعلیٰ، سنن الکبری للبیہقی، عَمَلُ الْیَوْمِ وَالَّیْلَۃِ لابن السنی، کتاب الکفارات الامراض والطب و الرقیات، لامام ضیاء الدین المقدسی'' میں بھی موجود ہے۔

نظرِ بد سے بچاؤ کے لئے ہدایتِ نبوی ﷺ

ابوامامہ بن سہل حنیف رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے والد صاحب کو بیان کرتے ہوئے سنا کہ سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ نے خرار (مدینہ کی ایک وادی) میں غسل کیا اور انہوں نے اپنا جبہ اتارا، عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ ان کو دیکھ رہے تھے اور سہل بن حنیف گورے رنگ کے بہت خوبصورت شخص تھے عامر بن ربیعہ نے انہیں دیکھ کر کہا: اتنے گورے رنگ کا اتنا خوبصورت جلد والا شخص میں نے اس سے پہلے نہیں دیکھا۔ سہل رضی اللہ عنہ کو بخار ہو گیا ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ کے پاس جا کر بتایا کہ سہل کو بہت تیز تپ چڑھ گیا ہے اور وہ آپ کے ساتھ چلنے کے

قابل نہیں رہا رسول اکرم ﷺ اُن کے پاس تشریف لے گئے سہل نے بتایا کہ اس طرح مجھے عامر نے نظر بھر کر دیکھا تھا پھر مجھے بخار ہو گیا آپ ﷺ نے عامر سے فرمایا: کہ تم کیوں اپنے بھائی کو قتل کرتے ہو اور تم نے کیوں نہیں کہا:

تَبَارَکَ اللّٰہُ اَحسَنُ الْخَالِقِیْنَ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ فِیْهِ

(اس دعاء کی برکت سے نظر نہیں لگے گی) بے شک نظر کا لگنا حق ہے تم اس کے لئے وضو کرو۔ عامر نے ان لئے وضو کیا پھر وہ بالکل تندرست ہو کر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چلے گئے۔

سنن ابن ماجہ میں ہے کہ آپ ﷺ نے اسے حکم دیا کہ اپنے چہرے اور ہاتھوں کو کہنیوں سمیت دھوئے اور گھٹنوں کو اور آزار کے اندر جسم کا حصّہ دھوئے۔ پھر آپ ﷺ نے حکم دیا کہ اس کے غسالہ کو سہل کے اوپر بہایا جائے۔

مذکورہ حدیث کا ثبوت

اس کے علاوہ یہ حدیث: مؤطا امام مالک رقم الحدیث ، ۱۷۴۷، سنن ابن ماجہ رقم الحدیث ۳۵۰۹، سنن الکبریٰ للبیہقی ، ج ۹ ص ۳۵۱، مسند احمد، ج ۳ ص ۴۸۶، المعجم الکبیر، ج ۶ رقم الحدیث ، ۵۵۷۸، عمل الیوم واللیلۃ ، رقم الحدیث ۲۰۹ ، مکارم الاخلاق للخرائطی ، ج ۲ رقم الحدیث ، ۱۱۰۶، تحفۃ الاخیار، بترتیب شرح مشکل آلاثار، ج ۶ رقم الحدیث، ۴۸۰۴، شرح السنۃ ، ج ۷ رقم الحدیث، ۳۲۴۴)

نظرِ بد کی تباہ کاریاں

زاد المعاد میں ہے ایک حدیث مذکور ہے کہ نظرِ بد انسان کو قبر اور جانور کو

ہنڈیا تک پہنچا دیتی ہے۔ (زادالمعاد، ج۴ص ۱۵۱)

یعنی انسان نظرِ بد لگنے سے قبر تک پہنچ جاتا ہے اور حلال جانور ذبح ہو کر پکا کر کھالیا جاتا ہے اور حرام جانور موت کے گھاٹ اتر کر فنا ہو جاتا ہے۔

دوسری روایت میں ہے کہ میری امّت کے اکثر لوگوں کی موت اللہ تعالیٰ کی قضاء اور تقدیر کے بعد نظرِ بد سے ہوتی ہے۔

(مسند ابوداؤد الطیالسی، رقم الحدیث ۱۷۶۰)

اس کے علاوہ یہ حدیث: تحفۃ الاخیار، بترتیب شرح مشکل آلاثار، ج۶ رقم الحدیث ۴۸۱۲، کتاب السنۃ لابن ابی عاصم، رقم الحدیث ۳۱۱، الکامل لابن عدی، ج۵ ص ۱۹۱، مجمع الزوائد، ج۵ رقم الحدیث ۸۴۲۳، کتاب الضعفاء للعقیلی، ج۲ ص ۶۲۲)

نظرِ بد کے برحق ہونے پر اجماعِ امّت

نظرِ بد کے برحق ہونے پر تمام امّت کے علماء کا اجماع ہے اور یہی اہل سنّت کا مذہب ہے۔ بعض بدعتی فرقوں نے نظر لگنے کا انکار کیا ہے لیکن احادیث صحیحہ، امت کا اجماع اور مشاہدہ ان کے انکار کو رد کرتا ہے۔ کتنے لوگ ایسے ہیں جو نظر لگنے کی وجہ سے اپنی جان کھو بیٹھے، تاہم نظر کا لگنا یا نہ لگنا اللہ عزوجل کی مشیت اور اس کے حکم پر موقوف ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَمَا هُمْ بِضَآرِّيْنَ بِهٖ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ

اور اس سے ضرر نہیں پہنچا سکتے کسی کو مگر خدا کے حکم سے۔

(پارہ اوّل، سورۃ البقرہ، آیت ۱۰۲)

نظرِ بد سے بچاؤ میں مختلف احادیث کے مابین تطبیق

بعض احادیث میں نظر لگ جانے کے بعد دَم کرانے کا ارشاد ہے اور بعض احادیث میں جس کی نظر لگی ہو اس کو غسل کرا کر اس کا غسالہ اس شخص پر ڈالنے کا حکم ہے جس کو نظر لگی ہو۔ ان احادیث میں تطبیق اس طرح ہے کہ اگر یہ معلوم نہ ہو کہ کس کی نظر لگی ہے تو دَم کرایا جائے اور اگر یہ معلوم ہو جائے کہ فلاں شخص کی نظر لگی ہے تو اس کو غسل کرنے کا حکم دیا جائے۔ (الجامع لاحکام القران، ج۹ص۱۹۲،۱۹۴)

یہ تطبیق: فتح الباری، ج۱۱ص ۳۶۲، ۳۶۳، عمدۃ القاری، ج۲۱، ص ۲۶۶ میں بھی موجود ہے۔

نظرِ بد کے مؤثر ہونے پر شبہات کا ازالہ

بعض لوگ یہ سوال کرتے ہیں کہ کسی شخص کے دیکھنے میں کسی دوسرے شخص کو ضرر کیونکر پہنچ سکتا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ لوگوں کی طبیعتیں اور ان کے بدنوں کی کیفیات مختلف ہوتی ہیں کبھی ایسا ہوتا ہے کہ دیکھنے والے کی آنکھ سے ایسی زہریلی شعاعیں نکلتی ہیں جو کہ دوسرے شخص کے لئے نقصان کا باعث بنتی ہیں آج سائنس بھی اس بات کا اعتراف کر چکی ہے اور اس کی روک تھام کے لئے جدید آلات بھی ایجاد ہو چکے ہیں چاہے وہ زہریلی شعاعیں انسان کی آنکھ سے نکلیں یا کسی جانور کی آنکھ سے اس کو سمجھنے کے لئے حدیث شریف کو پڑھیں۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے منبر پر دورانِ خطبہ ارشاد فرمایا: سفید دھاری دار سانپ اور دُم بریدہ سانپ کو قتل کر دو کیونکہ

یہ دونوں بصارت کو زائل اور حمل کو ساقط کر دیتے ہیں۔

(صحیح بخاری جلد اوّل، رقم الحدیث، ۳۲۹۷)

یہ حدیث شریف اس کے علاوہ: صحیح مسلم، سنن ابو داؤد، سنن ترمذی، سنن ابن ماجہ، مصنف عبدالرزّاق، مسند حمیدی میں بھی موجود ہے۔

اس حدیث مبارک میں اس بات کی وضاحت ہے کہ سفید دھاری دار سانپ کو دیکھنے سے بصارت چلی جاتی ہے اور حمل ساقط ہو جاتا ہے۔ اس طرح بعض افاعی (سانپ) ایسے ہیں کہ ان کی نظر سے انسان ہلاک ہو جاتا ہے اور یہ عام مشاہدہ ہے۔ اسی طرح انسان کا بعض لوگوں سے اس نوع کا تعلق ہوتا ہے کہ ان کے دیکھنے سے چہرے کی رنگت متغیر ہو جاتی ہے بعض چہرے سرخ اور بعض زرد پڑ جاتے ہیں جسطرح کوئی کسی کو غیظ و غضب کے عالم میں گھور کر دیکھ لے تو سامنے والے کے چہرے کا رنگ بدل جاتا ہے یہ سب نظر کی تاثیرات ہیں اسی طرح نظر سے بندہ بیمار بھی ہو جاتا ہے اور بعض اوقات نظر سے ہلاک بھی ہو جاتا ہے جیسا کہ پہلے حدیث پاک گزری اور یہ بات حقیقت پر مبنی ہے کہ حدیث مبارکہ میں نظرِ بَد کی دعاء مذکور ہے۔

نبیٔ کریم ﷺ حسنین کریمین رضی اللہ عنہما پر اَعُوذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّامَّۃِ، مِن کُلِّ شَیْطَانٍ وَھَامَّۃٍ، وَمِن کُلِّ عَینٍ لَامَّۃٍ یہ دعاء پڑھ کر دَم فرماتے اور ارشاد فرماتے کہ تمہارے ابّا ابراہیم علیہ السلام حضرت اسماعیل اور حضرت اسحاق علیہما السلام پر انہیں الفاظ سے دَم فرماتے تھے۔ (صحیح بخاری، رقم الحدیث ۳۳۷۱)

یہ حدیث شریف اس کے علاوہ: سنن ابو داؤد، سنن ترمذی، سنن ابن ماجہ مسند احمد میں بھی موجود ہے۔

نظرِ بد سے بچاؤ کے لئے چہرے پر ٹکہ لگانا

ابن قیم نے لکھا ہے کہ بری نظر سے بچنے کا ایک علاج یہ بھی ہے کہ ان خوبصورت مقامات کو چھپا کر رکھا جائے جن پر نظرِ بد لگنے کا اندیشہ ہو، جیسا کہ امام مولانا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے "مرقاۃ المفاتیح" میں ذکر فرمایا ہے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے ایک بچے کو دیکھا جو ملیح (نمکین حسن والا) تھا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

دَسِّمُوا نُونَتَهُ كَيْلَا تُصِيبَهُ الْعَيْنُ

اس کی تھوڑی کے درمیان میں سیاہ ٹکہ لگا دو! تا کہ اس کو نظرِ بد نہ لگے۔

(مرقاۃ المفاتیح، ج ۱۳ ص ۲۷۸)

یہ حدیث شریف اس کے علاوہ شرح السنہ، النھایہ فی غریب الحدیث، لسان العرب لابن منظور، الفائق فی غریب الحدیث، مجمع بحار الانوار، تاج العروس میں بھی موجود ہے۔

فصل (کھیت) کو نظرِ بد سے بچانے کا عمل

گاؤں دیہاتوں میں رہنے والے لوگ اس بات کو باخوبی جانتے ہیں کہ کسان حضرات اپنے کھیتوں میں لمبی لمبی لکڑیوں پر کھوپڑیاں، پرانے کپڑے، ٹاٹ، بوری، پلاسٹک کے خالی لفافے لٹکا دیتے ہیں حدیث مبارک سے اس عمل کا جواز ثابت ہے۔

علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: اس بات میں کوئی حرج نہیں ہے کہ کھیت یا باورچی خانہ میں نظرِ بد سے بچاؤ کے لئے کھوپڑی رکھی جائے کیونکہ نظرِ بد مال و دولت آدمی اور جانور سب کو لگ جاتی ہے اور اس کا اثر علامات

سے ظاہر ہو جاتا ہے پس دیکھنے والے شخص کی نگاہ پہلے کھوپڑی پر پڑے گی کیونکہ وہ کھیت سے بلند ہوتی ہیں تو اس کی نظر کا زہر وہیں ضائع ہو جائے گا اور کھیت کو ضرر نہیں پہنچے گا۔ حدیث پاک میں ہے کہ ایک صحابیہ خاتون رضی اللہ عنہا نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوئی کہ ہم کسان لوگ ہیں اور ہمیں اپنے کھیتوں پر نظرِ بد کا اندیشہ رہتا ہے۔ طبیبِ اعظم حکیم اعلم رسولِ معظّم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اپنے کھیتوں میں جماجم (کھوپڑیاں، لکڑی کے پیالے وغیرہ) رکھدو۔

(ردالمحتار، ج۹ص۴۴۴)

یہ حدیث امام بزار اور امام ہیثمی نے بھی ذکر کی ہے۔

(کشف الاستار عن زوائد البزار)

کچھ لوگ نئے مکانوں پر کالے رنگ کی ہانڈی، یا جانور کے سینگ وغیرہ رکھ دیتے ہیں اس کی اصل بھی یہی حدیث شریف ہے۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کا طرز عمل

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ اونٹ کی کھوپڑی اپنے کھیتوں میں لٹکاتے اور اس کا حکم دیا کرتے اور فرمایا کرتے کہ:

اِنَّهَا تَرُدُّ الْعَيْنَ

یہ بری نظر کو دفع کرتا ہے۔ (کنزالعمال، ج۴ص۱۳۰)

صحابہ کرام اور تابعین رضی اللہ عنہم کا ایک دوسرے کو دَم کرنا

حضرت عبدالعزیز بن صہیب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں اور

ثابت بنانی رضی اللہ عنہ اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضرت ثابت رضی اللہ عنہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے عرض کیا: اے ابوحمزہ! مجھے تکلیف ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا میں آپ پر ان کلمات سے دَم نہ کروں جن کلمات سے رسول اللہ ﷺ دَم فرماتے تھے؟ انہوں نے کہا کیوں نہیں تو حضرت انس رضی اللہ عنہ نے یہ کلمات کہے:

دَم کے الفاظ مبارک

"اَللّٰھُمَّ اَذْھِبِ الْبَاْسَ رَبَّ النَّاسِ اِشْفِ وَاَنْتَ الشَّافِیُ لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَائُکَ شِفَاءً لَا یُغَادِرُ سَقَمًا"

اے اللہ تکلیف کو دور فرما اے لوگوں کے پروردگار اس بیمار کو شفا دے اور تو ہی شفا دینے والا ہے تیری شفا کے سوا کوئی شفا نہیں ایسی شفا دے جو ذرا سا مرض بھی نہ چھوڑے۔ (صحیح بخاری، ج ۵: ص ۲۱۴۷، کتاب المرضی، رقم، ۵۳۵۱)

اس کے علاوہ یہ حدیث: امام ابو داؤد، امام ترمذی، امام احمد، امام بیہقی نے بھی ذکر کی ہے۔

دَم کرنے سے متعلق صحابہ کرام علیہم الرضوان کا اجتہاد اور تائید نبوی

امام بخاری علیہ رحمۃ لکھتے ہیں:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے چند صحابہ سفر میں تھے ان کا بعض عرب قبائل سے گزر ہوا صحابہ کرام علیہم الرضوان نے ان سے مہمانی کا مطالبہ کیا لیکن انہوں نے انکار کر دیا اس قبیلہ کے سردار کو ایک بچھو

نے کاٹ لیا انہوں نے اس کے لئے ہر جتن کیا لیکن کوئی فائدہ نہ ہوا بعض لوگوں نے مشورہ دیا کہ جو لوگ یہاں (باہر) ٹھہرے ہوئے ہیں ہوسکتا ہے ان کے پاس کوئی علاج ہو وہ لوگ (صحابہ کرام علیہم الرضوان کے پاس) آئے اور کہا اے مسافرو! ہمارے سردار کو بچھو نے کاٹ لیا ہے اور ہم ہر قسم کی کوشش کر چکے ہیں لیکن اسے کسی چیز سے فائدہ نہیں ہوا کیا تم میں سے کسی کے پاس کوئی چیز ہے؟ ایک صحابی رسول رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہاں! اللہ کی قسم میں دَم کرتا ہوں لیکن ہم نے تم سے مہمانی طلب کی اور تم نے ہماری مہمانی نہیں کی اب میں تمہیں قطعاً دَم نہیں کروں گا، جب تک تم مجھے کوئی معاوضہ نہ دو انہوں نے بکریوں کی ایک معین تعداد طے کی تو وہ صحابی رضی اللہ عنہ تشریف لے گئے اور سورۂ فاتحہ پڑھ کر دَم فرمایا تو وہ سردار اس تکلیف سے یوں آزاد ہو گیا جس طرح کوئی بندھی ہوئی چیز رسی سے آزاد ہو جائے سردار نے کہا: ان لوگوں سے تم نے جس معاوضے کا وعدہ کیا ہے وہ انہیں پورا پورا دے دو۔ بعض صحابہ کرام علیہم الرضوان نے فرمایا کہ یہ معاوضہ تقسیم کرو لیکن جنہوں نے دَم کیا تھا انہوں نے کہا کہ اس وقت تک تقسیم نہ کرو جب تک ہم رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر پورا ماجرہ نہ سنا دیں پھر دیکھیں کہ آپ ﷺ کیا حکم فرماتے ہیں۔ تو وہ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور مکمل واقعہ عرض کیا حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: تم نے کس طرح جانا کہ یہ دَم ہے؟ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: تم نے درست کیا اسے تقسیم کرو اور اس میں اپنے ساتھ ہمارا حصّہ بھی نکالو۔ پھر حضور اکرم نور مجسّم شاہِ بنی آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم مسکرائے۔ (صحیح بخاری، رقم الحدیث ۲۲۷۶)

اس کے علاوہ یہ حدیث: صحیح مسلم، سنن ابی داؤد، سنن ترمذی، سنن ابن ماجہ،

السنن الکبریٰ للنسائی، مسند احمد، مصنف لابن ابی شیبہ، سنن دارقطنی، صحیح ابن حبان، مستدرک للحاکم، شعب الایمان، عمل الیوم واللیلۃ، نیل الاوطار میں موجود ہے۔

مدارج السالکین میں ہے:

سورۂ فاتحہ کی یہ تاثیر وہاں ہوئی جو قبولیت کا مقام نہیں کیونکہ اس گاؤں کے لوگ غیر مسلم، بخیل اور گنوار تھے۔

فَكَيْفَ كَانَ اِذَا كَانَ الْمَحَلُّ قَابِلاً

پھر اندازہ لگایئے کہ جو جگہ اثر کے قابل ہو (یعنی جب مسلمان پر دَم کیا جائے) وہاں دَم کی تاثیر کا کیا عالم ہوگا۔ (مدارج السالکین، ج ا ص ۷۹)

یعنی جب ایک غیر مسلم کو اس قدر فائدہ پہنچا تو مسلمان کو کتنا فائدہ پہنچے گا؟ بشرطیکہ دَم کرنے اور کرانے والا دونوں یقین واعتقاد کی دولت سے مالا مال ہوں۔

منکرینِ دَم پر حافظ ابن حجر عسقلانی کا رَدِ بلیغ

علمِ دین سے دوری کے باعث بعض لوگ یہ کہتے ہوئے نظر آتے ہیں کہ دَم کرنا درست نہیں ہے۔ ایسے لوگوں کو حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کی مندرجہ ذیل عبارت کو پڑھ کر چشمِ بصیرت حاصل کریں۔

امام ابنِ حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اسود بن یزید تابعی نے سورۃ الفلق آیت ۴

(وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِی الْعُقَدِ)

سے دلیل پکڑتے ہوئے دَم کرنے کو مطلقاً مکروہ کہا اور ابراہیم نخعی نے قرآن پڑھ کر دَم کرنے کو مکروہ کہا اسود بن یزید کے لئے تو اس آیت میں کوئی دلیل

نہیں کیونکہ پھونک مار کر دَم کرنا تب مکروہ ہے جب جادو کے ذریعے ہو یا اہل باطل کا کلام ہو اس آیت میں مطلقاً پھونک مار کر دَم کرنے کی مذمت نہیں ہے کیونکہ یہ چیز احادیث صحیحہ سے ثابت ہے۔

رہے ابراہیم نخعی ان پر تو خود حضرت سعید خدری رضی اللہ کی حدیث حجت ہے جس میں ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نے بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں قصّہ بیان کیا اور عرض کیا کہ انہوں نے مریض پر سورۂ فاتحہ پڑھ کر تھوڑے سے آبِ دہن کی آمیزش کے ساتھ اس پر دَم کیا اس پر رسول اللہ ﷺ نے ان کو منع نہ فرمایا پس یہ پھونک مار کر دَم کرنے کی قوی دلیل ہے۔(فتح الباری، ج ۱۱ ص ۲۶۹)

جب یہ واضح عمل موجود ہے تو پھر اس عمل کے خلاف کسی کا قول وہ بھی بلا دلیل ہرگز قابلِ قبول نہیں۔

تمام دلائل سے یہ مسئلہ واضح ہو گیا کہ دَم کرنا اور کروانا نہ صرف جائز بلکہ سنّتِ نبوی ﷺ ہے۔اور تین باتیں باخوبی معلوم ہوئیں:

(۱) بندوں کا ایک دوسرے کو دَم کرنا اللہ تعالی کو پسند ہے۔

(۲) دَم کرنا اور دَم کرانا نبیٔ کریم ﷺ کی سنّت ہے۔

(۳) دَم کرنا وکرانا صحابہ کرام علیہم الرضوان کی سنّت ہے۔

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ وہ ہماری اس کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول ومنظور فرمائے اور جن علماء حق کی تحریر وتقریر سے استعانت کی گئی ہے ان کے لئے اور ہمارے لئے اور ہر پڑھنے والے اور اس پر عمل کرنے والوں کے لئے اس کتاب کو ذریعہ نجات بنائے اور جو لوگ غلط فہمی کی وجہ سے تعویذات اور دَم کو ناجائز کہتے ہیں انہیں ہدایت نصیب فرمائے۔